بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

بدر
BADR – QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

الیس اللہ بکاف عبدہٗ مرزا غلام احمدؑ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد برسر این صد

مورخہ ۲۔ رجب ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام ۔ مطابق ۲۹ جون ۱۹۱۱ء ۔ ۱۶ ہاڑ سمبت ۶۷

بھائیو! گر قادیان آؤ گے تم | اڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نُورِ دینِ مُصطفٰے پاؤ گے تم

خبار المسیح

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ رب العالمین کی صحت بفضل شافی مطلق روز افزون ہے

جناب صاحبزادہ محمود احمد صاحب مع اپنے برادر خورد میرزا شریف احمد کے ڈلہوزی سے ۲۲ جون کو واپس قادیان دار الامان تشریف لے آئے ہیں ۔ الحمد للہ آپ کی صحت بھی اچھی ہے۔

اہل بیت حضرت مسیح بخیر و عافیت ہیں ۔ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دو ایک روز میں انشاء اللہ قادیان آجاوینگے۔

آمین

امۃ الحفیظ بنت حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے قرآن مجید ختم کر لیا ہے۔ اس مبارک تقریب پر بطور شکرانہ نعمت ۔ دعوت احباب قرار پائی ہے جناب میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور مخدوم و مکرم صاحبزادہ محمود احمد صاحب نے حضرت اقدس کی طرز پر آمین لکھی ہے ۔ گویا ایک دسترخوان پر روحانی و جسمانی مائدہ سے متمتع ہونا موجب فرحت بیکراں و مسرت بے پایاں ہوگا۔ ہم دعا کرتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالے اس خاندان نبوۃ میں قرآن مجید سمجھنے والے اور پھر اس کے مبلغ پیدا کرتا رہے ۔ اور وہ ایک دنیا کے لئے ہادی و رہنما و پیشوا بنیں ۔ اللّٰھم آمین۔

سوال ۔ بنی اسرائیل کے بچھڑے کے معبود باطل ہونے کی یہ دلیل دی گئی ہے کہ وہ ان سے کلام نہیں کرتا ۔ مگر اللہ نے بھی کئی مسلمانوں سے کلام نہیں کیا +

جواب از حضرت امیر رض ۔ بنی اسرائیل میں بچھڑے کے پوجاری اس بچھڑے کی محبت میں کمال رکھتے تھے اور محبت کی آخری حد تک اپنے آپکو پہنچایا تھا ۔ اول اس لئے کہ موسےٰ علیہ السلام کو پس پشت ڈال دیا ۔ اور اس کی ذرا پرواہ نہ کی ۔ دوم ۔ بت پرستوں کے مقابلہ میں جو موسےٰ علیہ السلام کے نشانات تھے ۔ ان سب کو نظر انداز کر دیا ۔ سوم ۔ انعامات الٰہیہ کی پرواہ نہ کی ۔ چہارم ۔ حضرت ہارون نے کھول کر ان کو منع کیا ۔ قرآن کریم میں لکھا ہے ۔ ولقد قال لھم ھارون من قبل یاقوم انما فتنتم بہٖ ۔ اور تورات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ہارون کو جو اس بچھڑے کے مقابلہ میں وعظ کرتے تھے ۔ قتل کر دیا ۔ اور اپنے ائمہ کے رشتہ داروں کی ذرہ بھی پرواہ نہ کی ۔ پنجم ۔ اپنے اموال اس پر قربان کر دئے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ بقدر طاقت انسانی وہ اس بچھڑے کی محبت میں محو تھے ۔ پھر باوجود اس کے وہ بچھڑا اون سے ہمکلام نہ ہوا بلکہ سامری سے بھی نہ بولا جو ان سب کا امام تھا ۔ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کے ایسے پوجاری جواب سے محروم نہیں رہتے ۔ انبیاء و رسل ہوں یا ان سے اتر کر محبان جناب الٰہی ہوں ۔ یہ دعوے نہیں ہے ۔ کہ وہ بچھڑا سب سے ہمکلام نہیں ہوا بلکہ فرمایا ۔ الا یرجع الیھم ۔ ہم کا مرجع وہ لوگ ہیں جو اس کی محبت میں غرق تھے ۔

سوال دوم ۔ قرآن مجید میں ہے ۔ من یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا ۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ کفار کے پاس مسلمانوں سے بڑھ کر مال و دولت ہے۔

جواب از حضرت امیر رض ۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک شخص کو جو صحیح محنت کرتا بدلہ دیتا ہے ۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے ۔ من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء ۔ اور فرمایا ۔ کلًّا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک ۔ اور فرمایا ۔ من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا وما لہ فی الاٰخرۃ من نصیب ۔ پارہ ۲۵ رکوع ۴

یہ دنیا عاقبت کے مقابلہ میں پھر اس میں سے ہر شخص کی زندگی اس کی عاقبت کی زندگی کے مقابلہ میں ۔ پھر اس کے عیش و آرام کے دن عاقبت کی تکلیف کے مقابلہ میں غنیمت فرمائے ہیں ۔ اس کا ثبوت دوسری جگہ فرمایا ہے ۔ کہ متاع الدنیا قلیل اور قلیل غنیمت کے معنے رکھتا ہے ۔ میرے ایک دوست کے جواب بھی ان سوالوں پر ہیں ۔ آپ اون کو بھی دیکھ لیں ۔ اگر انشراح صدر نہ ہو ۔ تو پھر لکھیں ۔

نور الدین

خریدار توجہ فرماوین

(۱) جن صاحبوں نے ۱۹۱۱ء کا چندہ تا حال ادا نہیں کیا وہ خود ہی ادا فرماوین۔

(۲) خط و کتابت کے وقت اپنا چٹ نمبر ضرور دیا کریں (۳) جس ہفتہ کا پرچہ نہ پہونچے اسی ہفتے اطلاع دیں بعض احباب تین ماہ بعد شکایت کرتے ہیں

(بدر پریس قادیان دار الامان میں میاں معراج الدین عمر ۔ پروپرائٹر و پبلشر کے حکم سے چھپ کر شائع ہوا)

خطبۂ جمعہ

(۲۳ - جون سنہ ۱۹۱۱ء)

جماعت خصوصیّت سے سُنے!

فرمایا - میری حالت یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز بیٹھ کر پڑھتا ہون - سجدہ زمین پر کرنا مشکل ہے. التحیات مین پاؤن کی حالت بدلانی پڑتی ہے - باوجود اس ضعف کے چونکہ درد مند دل رکھتا ہون اسلئے تمہین کچھ سنانا چاہتا ہون -

زمانہ مین آزادی کی ہوا چل رہی ہے - اکثر انگریزی خوان اللہ تعالے اور اس کے انبیار کی بھی ضرورت مین کچھ متامل ہین اور کچھ ہنسی اور نوبدائی جہالت یقین کرتے ہین - پس ایسے وقت نصیحت کرنا مشکل امر ہے تاہم دردمند دل والا کیا کرے گا وہ تو کہے گا اور جس کو کہنے کی دھت ہے - وہ رُک نہین سکتا - کہے گا کہ شاید کسی کو فائدہ پہونچے - پس تمہیں نصیحت کرتا ہون کہ تقوے اختیار کرو - تقوے کی راہوں پر چلتے چلتے اس حد تک پہونچ جاؤ گے کہ تمہاری موت ایک فرمان برداروں کی موت ہو - اور یہ حالت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ انسان پہلے ہی تقوےٰ کی راہون کو اختیار کرے -

اس وقت سب سے بڑا مرض جو اسلامیون مین ہے - وہ باہمی تفرقہ ہے - ہماری آوازین مختلف ہین - لباس مختلف کام مختلف - کھانا - پینا مختلف - باوجود اس اختلاف کے ہم میں وحدت کی ایک بات ہے اور وہ یہ ہے - کہ ہم سب ملکر

خدا کی خادم جماعت

بن جائین - سو لوگون کا اس طرف تو کچھ خیال نہین اور بیہودہ بحثین لے بیٹھتے ہین - جن سے سوائے اس کے کچھ فائدہ نہین کہ تفرقہ بڑھے -

مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ تفرقہ ڈالنے اور تفرقہ بڑھانے والی باتین چھوڑ دین - ایسی لغو بحثون سے جن سے ندین کا فائدہ نہ دنیا کا - مونہہ موڑ لو - اور سب ملکر واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کے حبل اللہ - قرآن مجید کو محکم پکڑ لو - دیکھو - لڑکون مین ایک رسے کا کھیل ہے اگر ایک طرف کے لوگ اور باتون مین لگ جاوین تو وہ رسے مین کس طرح جیت سکتے ہین - اسی طرح اگر تم اور بحثون مین لگ جاؤ گے - تو قرآن مجید تمہارے ہاتھون سے جاتا رہے گا -

بعض آدمی ایسی باتون مین اپنا وقت ضائع کرتے ہین کہ مثلاً مسیح کا باپ تھا یا نہ تھا ایسی بحثون سے کوئی دینی دنیوی فائدہ حاصل نہین ہو سکتا - ایسا ہی بعض لوگ صدر انجمن احمدیہ کے انتظامات پر اعتراض کرنے کے پیچھے پڑے رہتے ہین - سو تم سُن لو - کہ میرے اور صدر انجمن کے تعلقات دوستانہ اور پیری مُریدی کے رنگ مین ہین مین ان کا پیر ہون اور وہ میرے مرید ہین - وہ محبت اور اخلاص کے ساتھ میرے فرمانبردار ہین ہم ان پر حکمران ہین - جو چاہین منوا لیتے ہین جو لوگ اس بارے مین کچھ بحث کرتے ہین وہ اپنا وقت ضائع کرتے ہین انہین چاہیئے کہ ان باتون کو چھوڑ دین کیونکہ یہ ان کے واسطے کچھ فائدہ مند نہین بلکہ نقصان دینے والی ہے کیا انجمن تمہاری مرید ہے اور کیا اس تدبیر سے وہ تمہارے فرمانبردار ہو جاوین گے -

نیز سُن رکھو - دین اسلام مین بہت توسیع ہے صحابہ کرام آمین بالجہر بھی کہہ لیتے - آمین بالاخفار بھی کر لیتے - سینہ پر کبھی ہاتھ باندھتے اور ناف کے نیچے بھی - بسم اللہ جہراً بھی پڑھتے اور سراً بھی اور بعض تابعین ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے رہے ایسے اختلافات پر بحث کرنے کی ضرورت نہین - صرف ان مباحث سے بے ہودہ تفرقہ پیدا ہوتا ہے - دل اللہ سے ڈرنے والا مانگو - بہت بولنے کی عادت کم کرو کہ بہت بولنے سے دل مرجاتا ہے اور سب کے سب ملکر اتحاد و اتفاق سے کام کرو - خدا کا شکر کرو کہ ایک اللہ تعالے کا بندہ آیا اور اس نے مختلف مذاہب والون کو اختلاف کی آگ سے نکالکر بھائی بھائی بنا دیا -

نوٹ - یہ خطبہ قبل از طبع حضرت امیر المؤمنین کو دکھایا گیا آپنے نظر ثانی و مناسب اصلاح فرمائی -

آسٹریلیا مین تبلیغ

آسٹریلیا مین سب سے پہلے احمدی ہمارے مکرم دوست حسن موسیٰ **خان صاحب** ہین - جو مدت سے وہان رہتے - اور اسی ملک مین انہون نے شادی کی - اور اخبارون وغیرہ کے ذریعہ سے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا - دوسرے صاحب **ملک محمد بخش** ہین جو کہ اصل مین لاہور کے رہنے والے ایک نوجوان ہین - مگر مدت سے اس ملک مین تجارت کرتے ہین انہون نے محبت و اخلاص مین اور تقوے مین بہت ترقی کی ہے - قرآن شریف کو نہایت تدبر سے ہمیشہ پڑھتے ہین - اور اللہ

ہین - ہمارے

رکھتے تھے

بھی جانتا ہوا

حالت اور

ملک محمد بخش صا

بلکہ ساتھ ساتھ اپنے دوسرے دو

بھی حق کو پہونچانے کی کوشش کرتے ر

خطون سے معلوم ہوتا ہے - کہ وہ لوگ جو پہلے بہ سبب نادانی کے حضرت مرزا صاحب کے حق مین سخت کلامی کرتے تھے اب سلسلہ حقہ کے مداح ہین - اور ایک صاحب میان عبد الرحمان تو گویا احمدی بن گئے ہین ہم دُعا کرتے ہین کہ اللہ تعالے کی رحمت ان سب پر ہو - جو اس دور کے ملک مین الٰہی پیام کو پہنچانے مین کوشان ہین -

ایسا اشتہار بے اعتبار ہو

آج ۲۳ تاریخ ماہ جون سنہ ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالے کے حضور مین بعد نماز جمعہ یہ عاجز روزنامہ ڈاک سُنا رہا تھا کہ ایک خط سے ایسا ظاہر ہوا کہ کوئی صاحب کسی جگہ ایک ایسے مسئلہ مین جس مین انہین جماعت کے بعض دیگر افراد سے اختلاف ہے - کوئی اشتہار شائع کرنا چاہتے ہین اس پر حضور نے فرمایا کہ لوگون کو اطلاع کر دو کہ جو شخص کوئی ایسا اشتہار ہماری اجازت کے بغیر شائع کرے - وہ جماعت مین نہ سمجھا جائے - اور جماعت کے لوگ اس کے اشتہار کی طرف کوئی توجہ نہ کرین -

وفد چندہ تعمیر

عاجز حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح جناب میر صاحب قبلہ کے ہمرکاب چندہ عمارت کے واسطے تحریک کرنے کیلئے - بٹالہ - امرتسر - کپور تھلہ - حاجی پورہ جاتا ہے - یوم شنبہ ۲۴ رجون سنہ ۱۹۱۱ء کو روانگی ہے - اور ۳۰ رجون تک انشاء اللہ واپسی ہوگی -

نتیجہ امتحان انٹرنس

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے ۲۶ لڑکون نے امتحان انٹرنس دیا جنمین سے ۱۵ لڑکے خدا کے فضل سے کامیاب ہوئے -

علی محمد ۳۷۳ - گوہر بخش ۳۴۸ - تراب الدین ۳۴۴ - جراغ محمد ۳۰۸ - عبد الحق ۳۰۱ - عبد الرحمان قاضی ۲۹۲ - محمد عبد اللہ ۲۷۱ - ملک عبد الرحمان ۲۴۷ - عبد اللہ خان ۲۳۹ - عبد الحکیم ۲۱۸ - عبد الکریم ۲۱۶ - فیض محمد ۲۱۳ - حاکم دین - نذیر احمد - بشیر احمد - دعا ہے کہ جیسے دنیا کے امتحان مین کامیاب ہوئے آخرت کے امتحان مین بھی کامیاب ہون اور جو روحانی و اخلاقی فائدے انہون نے خلیفۃ المسیح اور لائق استادون کے ز[illegible] کی طرف متوجہ کرنے سے ہوا ہے ۔

رضا

بیان کھلی کھلی ہوتی
ہے۔ کہ جو مال تم
۔ اگر تمہارا کوئی آدمی
۔ مال سمجھتے ہو۔ تو انہوں نے
۔ برا سمجھیں بلکہ جان سے ماردیں۔ کیونکہ
۔ ں میں خیانت کی۔ اس پر جب یہ پوچھا کہ پھر تم کیوں
محنت سے کمائے ہوئے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو۔
تو چپ رہ گئے۔

فرمایا۔ جو کسی کو حق بات اللہ کے لئے سمجھائے اور وہ اس پر ٹھٹھا کرے تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

فرمایا۔ خدا کے ہر آن میں ہم پر لاکھوں کروڑوں انعام ہیں اگر وہ ہر آن ہر لحظہ ہماری دستگیری نہ کرے تو دم لینا مشکل ہو جاوے۔

فرمایا۔ قرآن مجید سورہ رعد میں ظاہر من القول کے دونوں معنے ہیں۔ مضبوط بات۔ باطل بات۔ جسکی تہ میں کوئی حقیقت نہ ہو

فرمایا۔ مسلمانوں کے حال پر افسوس آتا ہے۔ اگر دریافت کیا جائے کہ جیل خانوں میں زیادہ کس قوم کے آدمی ہیں تو یہی نکلیں گے ہمارے دیکھتے دیکھتے دس سلطنتیں ان کی ہلاک ہوئی ہیں۔ ذلت و ادبار ان پر سوار ہے جیسا کہ یہود پر ہوا۔ ایک وقت تھا کہ اسلامیوں کے مقابل پر جو کھڑا ہوتا۔ وہ ہلاک ہوتا۔ یا یہ وقت ہے کہ یہ خود ذلیل ہیں اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے

فرمایا۔ قرآن مجید میں جنت کی نعماء کا جو ذکر ہے یہ بطور مثال ہے۔ مثال حقیقت کے مقابل میں کیا چیز ہے دیکھو ایک ستارہ بھی اگر زمین پر گر پڑے۔ تو ہلاکت یقینی ہے لیکن اس کا تمثل۔ مصفّا پانی میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں شرک کا بڑا زور تھا۔ آپ کی ہمت عالیہ و توجہ موجہ کا اکثر حصہ اسی کے ردّ میں خرچ ہوا۔ حضرت مرزا نے اس زمانے میں مخلوق خدا میں سب سے بڑا مرض یہ پایا کہ دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں بلکہ دین کی پرواہی نہیں اس لئے آپ نے بیعت میں یہ اقرار لازم رکھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔

فرمایا۔ قرآن مجید کا نام حکم عربی بھی ہے یعنی فیصلہ کرنے والا۔ کھول کھول کر سنانے والا۔ عربی کے یہی معنے ہیں ایک شخص نے معنوں پر تعجب کیا تو میں نے اُسے کہا کہ انبیاء کرام کے نزدیک اور کتب الٰہیہ میں اصل الاصول تمام نیکیوں کا کیا ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا دنیا کی کسی زبان میں اس رب العالمین۔ الرحمن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین ہستی کے لئے ایسا لفظ بتا دو۔ جو غیر پر استعمال نہ ہوتا۔ برخلاف اس کے عربی میں ایک اللہ ہے۔ جو کبھی غیر اللہ پر نہیں بولا جاتا۔ یہاں تک کہ تمام دواوین اور لغت عرب کو دیکھو۔ کسی فاسق سے فاسق ملحد۔ دہریہ کے کلام میں بھی یہ لفظ کسی غیر پر نہیں بولا جاوے گا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عربی ہی ایک فصیح اور کھول کھول کر بیان کرنے والی زبان ہے۔

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں قرآن پڑھنے پڑھانے اس پر عمل کرنے پھر آپس میں محبت بڑھانے کی توفیق دے یاد رکھو کہ سب باتیں بغیر عمل کے ہیچ ہیں۔

۱۳۔ جون ۱۹۱۱ء - دنیا میں مخلوق کی مختلف طبائع ہیں۔ بعض لوگ افیون۔ گانجا۔ بھنگ۔ شراب۔ شروع کر دیتے ہیں تاکہ وقت آرام سے کٹ جاوے (۲) بعض اپنے آرام اور دل بہلانے کے لئے رنڈیوں کی جلیں بھرنا اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں اور اس ہنسی مخول سے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں جو وہاں اکثر ہوتا رہتا ہے (۳) بعض لوگ وظیفوں میں سارا دن رات گذار دیتے ہیں اور سخت سے سخت مجاہدے اس راہ میں کرتے ہیں۔ کم خفتن۔ کم گفتن۔ کم خوردن ان کا اصول ہوتا ہے۔ اور بڑی مشکلات کے بعد وہ اپنی حالت ایسی بنا لیتے ہیں۔ کہ جس سے دل آرام میں رہتا ہے۔ (۴) بعض لوگ تعلیم و تعلم اپنا پیشہ رکھتے ہیں۔ صبح سے شام تک درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ ایک اُستاد تھے ان کے شاگرد بڑے آسودہ حال ان میں کمپٹیشن رہتا۔ ہم اُستاد جی کو حلوا کھلائیں گے۔ دوسرا کہتا ہم پلاؤ کھلائیں گے اور وہ اللہ تعالےٰ رحم کرے الٹی طبیعت کے تھے۔ کہ تنہائی میں خوب کھاتے اور پھرتے کرکے جو باقی ہوتا وہ بھی چٹ کر جاتے۔ پوچھنے پر فرماتے کیا کہوں پلاؤ بڑا مزیدار تھا۔ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ (۵) بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ دل بہلانے کے لئے عمر بھر سیر و سیاحت میں گذار دیتے ہیں۔ آج امرتسر کے ہوٹل میں ہیں تو کل پشاور کی سرائے میں۔

غرض لوگ کچھ نہ کچھ اپنا شغل ضرور رکھتے ہیں جن لوگوں کو فقیری کا شوق ہے وہ بھی عجیب عجیب کام کرتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ پاؤں میں اڑھائی تین من کی زنجیر ہے اور وہ کھڑے سورج کو دیکھ رہے ہیں ان لوگوں کی کتابوں کو بھی پڑھا ہے۔ ان میں ایسی ایسی حکائتیں بھی دیکھیں۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جب معراج کو گئے تو رستے میں ایک پہاڑ آ گیا۔ رستہ مسدود تھا۔ جبرئیل کے مشورے سے بھنگڑ فقیروں کی امداد کی ضرورت پڑی انھوں نے بھنگ گھوٹ کر پہاڑ کو جو اس کا نگدا مارا اور دم شاہ مدار کہا تو رستہ کھل گیا۔

ایک بڑے امیر کبیر کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک دھات کے سانپ کے آگے ناچا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں اس کمرے میں چلا گیا اس سانپ کو جو ٹھکرایا۔ بڑی آواز نکلی وہ دوڑا دوڑا آیا اور رام رام کرنے لگا۔ اس کی حماقت پہ مجھے بڑا تعجب آیا (۶) کئی دوکانداروں کو دیکھتا ہوں کہ دن بھر بیٹھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ دروازے کے ساتھ ایک زنجیر باندھ رکھی ہے اور اُسے پکڑ کر کھڑے ہیں اور خوش ہیں کہ گاہک بہت آتے ہیں۔

(۷) کاپی نویس سارا دن اس طرح بیٹھا رہتا ہے۔ جیسے مرغی انڈوں پر۔ اور اسی میں خوش ہے۔ مجھے بھی اہام ویردی کی شاگردی کا موقع ملا۔ مگر میرے ہاتھوں میں صنعت کم ہے۔ صرف ا ب ج د ر یہ چاروں حرف سیکھے۔

جب انبیاء آتے ہیں تو لوگوں کو ایسے ایسے شغلوں میں پاتے ہیں۔ ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ان شغلوں میں ایک شغل اپنا توجہ الی اللہ و ذکر اللہ کا بتا دیتے ہیں وہ کہتے ہیں دنیا کے کام بے شک کرو۔ بیوی بچے رکھو۔ جیسا کہ انبیاءؑ کے لئے بھی تھے اور سورۂ رعد کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن خدا سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یہی رُوحانی تعلیم ہے یہی روحانیت ہے۔ جو انبیاء کرام اور ان کے جانشین سکھانے آتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے۔ دنیا کے مختلف اشغال تھے۔ آپ نے فرمایا پانچ وقت نماز بھی پڑھ لیا کرو۔ پاخانہ جانا سب کو ضرور ہے۔ وہاں اللّٰھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث ہی پڑھ لیا۔ ایسا ہی بیویوں کے پاس سب کوئی جاتا ہے۔ آپ نے ایک دعا سکھا دی کہ یہ بھی پڑھ لیا کرو غرض روحانیت اور رُوحانی تعلیم یہ ہے کہ انسان فطری کام کرے پاخانہ جائے۔ کھائے پیئے۔ احباب کو ملے جلے بیوی نکاح کرے۔ جماع کرے۔ کمائے۔ مگر اللہ سے غافل نہ ہو یہ نہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے یہ طریق انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔

جائز کام کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ ہاں یہ ضرور ارشاد ہے کہ یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر یعنی مضر چیزوں سے روکا ہے۔ مفید کاموں میں لگے۔ مجھ سے بھی لوگوں نے پوچھا ہے کہ تم کیا رُوحانی تعلیم دیتے ہو۔ اور اس جماعت

مین کیا روحانیت ہے۔ سو مین کھول کر سناتا ہون۔ کہ روحانیت یہی ہے۔ تمہارا اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ سونا۔ جاگنا۔ پڑھنا تجارت کرنا۔ کوئی اور محنت۔ ملنا جلنا۔ سب کچھ اللہ کے لئے ہو۔ سب مین خدا یاد رہے۔ اپنے سارے کامون مین اللہ کی رضا مدنظر رکھو۔ بس یہی تصوّف یہی فقیری یہی روحانیت یہی روحانی تعلیم ہے۔

قرآن مجید کو رحل پر رکھنا اور اوپر ایک کپڑا یہ ظاہری ادب بمنزلہ جسم کے ہے۔ اگر دل کے اندر اس کے احکام کی ایسی ہی عزت ہو تو یہ اس کی روح ہے زبان ذکر آلہی کرے یہ جسم ہے اگر اس کے ساتھ اخلاص اور تعظیم اوامر حضرت احدیت ہے تو یہ اس کی روح ہے۔ قرآن مجید پڑھنا اور اس کے معنے سیکھنا یہ بمنزلہ جسم ہے اور اس پر عملدرآمد یہ اس کی روح ہے وعظ سننا جسم ہے۔ اور اس پر عمل روح ہے۔

اگر مین اپنی روحانی تعلیم سمجھا سکا ہون تو اپنے تئین مبارکباد دیتا ہون اگر تم نہیں سمجھے۔ تو انشاء اللہ پھر خدا توفیق دے گا

فرمایا محض تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہون۔ اللہ نے مجھے تم مین سے ایک کا بھی محتاج نہین کیا۔ مین کسی سے مُفت کام لینا پسند نہیں کرتا۔ سات ماہ سے بیمار ہون۔ تنہائی کا موقعہ بھی نہین ملتا۔ مگر پھر بھی تم سے کوئی میرے رزق کا پتہ نہیں لگا سکا کہ میرا مولیٰ کہان سے بیش از بیش دیتا ہے یہ اس کی غریب نوازی ہے۔

۱۵ - جون سنہ ۱۹۱۱ء - فرمایا جو اللہ تعالیٰ دے وہ بندہ شکر گذاری سے لے تو ضرور زیادہ انعام ملتا ہے ایک عورت نے مجھے ایک دفعہ ادھیلہ دیا۔ جو مین نے بڑی شکر گذاری کر لیا کہ اس کے تیل کی روشنی مین نسخے لکھ کر دونگا۔ تو مخلوق کو کس قدر نفع پہونچ سکتا ہے۔ اگر مین فن طبابت سے اسی ادھیلہ کی ایک دوائی بنالون تو وہ کس قدر مخلوق الٰہی کے لئے نافع ہو سکتی ہے۔

فرمایا۔ شفا۔ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ مین ہے۔ میرے اس زخم پر دس ڈاکٹرون نے اپنا زور لگایا ہے مگر یہ بات بھی حل نہ کر سکے کہ یہ ہے کیا۔

فرمایا۔ بعض لوگ دنیا کو ۶ - ۷ ہزار سال سے جانتے ہین بعض دو ارب۔ بعض سکھ پر بھی کئی صفرین ایزاد کرتے ہین لیکن خدا کی خدائی اور اس کی صفت خلق کی ازلیت کے مقابل پر یہ ہندسے کیا چیز ہین۔

فرمایا۔ لوگ تجارت کرتے ہین مگر نہ کسی تجربہ کار سے مشورہ لیتے ہین نہ حساب صاف رکھتے ہین۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ پھر نقصان اُٹھاتے ہین۔

فرمایا۔ قرضہ حسنہ بہت اچھی چیز ہے لیکن آجکل وعدہ پر کم ادا کیا جاتا ہے۔ جس سے ایسے لوگ بھی جو دل سے اپنے بھائی کو نفع پہونچانا چاہتے ہین۔ وہ بھی دینے مین تامّل کرتے ہین۔

فرمایا۔ جب تم اپنے کار منصبی سے فارغ ہو۔ تو بے ہودہ بحثین جن سے نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ دین کا نہ لے بیٹھو۔ بلکہ خدا کی طرف راغب ہو جاؤ۔ اور لا آلہ الا اللہ کا ذکر کرو۔ درود پڑھو۔ استغفار بار بار کرو۔ الحمد شریف پڑھو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

فرمایا۔ فلسفیون کا کسی مسئلہ اتفاق نہین۔ رسم و عادت کے کسی مسئلے مین لوگون کا اتفاق نہین۔ حتے کہ خوراک اور پوشاک مین ایک ملک کے لوگون کا اتفاق نہین۔ پھر بھی لوگ عام رائے کی پیروی کرتے ہین۔ تعجب کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اجماعی مسئلے کے ماننے مین تامّل ہے وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہین۔

فرمایا۔ نبیؑ کے مقابل جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہتے ہین ان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ بادشاہ جیسے وہ حاکم اعلےٰ مانتے ہین آخر وہ بھی تو انسان ہی ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اللہ پر بھروسہ کے یہ معنے نہین کہ سامان آلہی کو ترک کردے بلکہ سامان سے کام لے کر پھر نتیجہ کے لئے اللہ پر توکّل کرے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک قسم کا کفر اور کفران نعمت ہے کہ آدمی بھلی بات سُن لے اور اُس پر عمل نہ کرے۔

۱۷ - جون سنہ ۱۹۱۱ء - ہفتہ - فرمایا جب انسان اللہ سے دُور ہو جاتا ہے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے ایسے شخص کو اللہ جلشانہ کی طاقت کی پروا نہین ہوتی اپنے ہی منصوبون پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس بلا مین بہت سی خلقت مبتلا ہے یہ بلا اللہ کی غفلت اور اس سے بُعد اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جن کو غفلت نہین وہ ہر آن مین اپنے تئین زیر تصرف آلہی مانتے ہین۔ جن لوگون نے آلہی عظمت و جبروت کا انکار کیا ہے انہون نے رسولون کو اپنے جیسے بشر سمجھ کر کہہ دیا کہ جتھا ہمارا۔ زور ہمارا۔ ہمین ان کی کیا پروا۔

فرمایا۔ ایک عجیب نکتہ ہے۔ کفار نے لنخرجنکم فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل پر لنھلکن الظالمین فرما کر اس ہلاکت کی وجہ بھی بتادی۔ اور لنسکننکم کے انعام کا سبب بھی بتادیا۔ لمن خاف مقامی۔

فرمایا۔ یسقی من ماء صدید کا نظارہ آتشک کے بیمارون مین دیکھا ہے جن کے گلون مین زخم ہو جاتے ہین۔

اُنھین کھاتے پیتے وقت
پڑتا ہے۔

فرمایا۔ انسان
اسلئے گناہ کرنا عاقبت
اور قبر مین تو اکیلا رہ
جنہاں واسطے

فرمایا۔ ایک وقت آتا ہے [illegible] ہماری جگہ اور قوم ہو گی اور نہ یہ مکان نہ یہ جار اس پر قادر ہے۔ پس عاقبت کی فکر کرلو۔

فرمایا۔ ہر کام مین دیکھ لو کہ خدا کی پروانگی ہے یا نہین۔ پھر یہ کہ اس مین مخلوق کی بہتری ہے یا نہین پھر کرو۔

فرمایا۔ مین دُعا کرتا ہون۔ اللہ تمہین عاقبت اندیش بنادے دین کے معاملہ مین بھی اور دنیا کے معاملہ مین بھی۔

۱۸ - جون سنہ ۱۹۱۱ء - (اتوار)

ہر ایک شریر جو خدا تعالےٰ سے دُور ڈالے وہ شیطان ہے۔

مینے ایک ڈاکو سے پُوچھا تم جو اس قدر خونریزی کرتے ہو۔ کیا تمہارا دل ملامت نہین کرتا۔ کہا تنہائی مین تو ملامت کرتا ہے مگر جب ہم تین چار مل جاوین۔ تو پھر کچھ یاد نہین رہتا اس سے مجھے یہ نکتہ معرفت ملا کہ غافلون کی صحبت مین غفلت بڑھ جاتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین مجلس مین بیٹھتا ہون۔ تو ۷۰ سے ۱۰۰ دفعہ تک استغفار کرتا ہون تاکہ وہ میل جو اس صحبت کا نتیجہ ہو سکتا ہے دُور ہو جاوے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غفلت پیدا کرنے والی صحبتون سے بچنا چاہیئے اور اگر کہین اتفاق سے بیٹھنا ہو جائے تو پھر استغفار کی کثرت چاہیئے تاکہ دل زنگ آلودہ نہ ہون۔

فرمایا۔ مینے بڑے بڑے بدکارون سے دریافت کیا ہے کبھی کسی نے نہین کہا کہ ہمین شیطان پکڑ کر بُرے کام کی طرف لے گیا۔ آدمی خود ہی جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظالم وہ ہے۔ جو کام کرنے کے ہون انہین نہ کرے اور جو نہ کرنے کے ہون انہین کرے۔ فرمایا۔ لوگ سمجھتے ہین کہ ایمان الگ اور عمل الگ ہے ایسا ہرگز نہین۔ ایمان کا مقتضا عمل صالح ہے۔ جیسا کسی کا ایمان ہو گا۔ ویسا ہی عمل ہو گا۔

فرمایا۔ لوگ اگر سالن مین نمک زیادہ یا کم ہو جائے۔ تو شور محشر بپا کر دیتے ہین لیکن بیوی یا بچہ اگر نماز نہ پڑھے۔ تو کچھ فکر نہین۔ خیالی سکھون کے لئے ہزارون انتظام کرتے ہین۔ مگر اللہ کی نافرمانی سے بے پروا ہین۔ جو بڑے افسوس کی بات ہے۔

فولادی صندوق

ہمارا کارخانہ اسٹیل بکسون کا عرصہ کئی ماہ سے جاری ہے جن مین حتے الوسع سب عمدہ اور مضبوط بکس طیار ہوتے ہین خصوصاً ٹرنک کا کام بہت خوبی اور تاکید سے ہوتا ہے۔ مال ارزان اور کفایت سے فروخت ہوتا ہے۔ خاص کر بیوپاریون کی خدمت مین علاوہ جلد تعمیل آرڈر اور ارزانی نرخ کے حتی الوسع پیکنگ وغیرہ مین کفایت شعاری کا انتظام ہے اور کارخانہ بھی ہوڑہ اسٹیشن سے بہت قریب ہے۔ دہوکا وغیرہ سے بالکل پرہیز ہے۔ ایک مرتبہ بطور نمونہ طلب کرین آزمائش کے لئے عمدہ ذریعہ ہے جو صاحب ہم سے خط و کتابت کرین گے انشاء اللہ تعالےٰ فائدہ مین رہین گے۔ جملہ امور بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتے ہین۔

المشتہر۔ عبد الغنی احمدی مینوفیکچرز آف اسٹیل ٹرنکس بلی لیوس روڈ متصل بلی لیوس اسپتال ضلع ہوڑہ

مفصلہ ذیل گیارہ کتب منشی افتخار الدین صاحب آفت ساکن شہر لودیانہ سے مل سکتی ہین۔

(۱) **نالۂ آفت**۔ مؤلفہ آفت صاحب۔ ہندوستان کے بعض مشہور شعرا کی غزلون کا انتخاب۔ ۲۴ صفحہ۔ قیمت ۲ر

(۲) **حسینون کا ناز**۔ مؤلفہ آفت صاحب۔ ذوق۔ آتش۔ قیصری۔ اقبال۔ آفت وغیرہ شعرا کی وہ نظمین جو مشاعرون مین پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی گئیں۔ ۳۲ صفحہ۔ قیمت ۲ر

(۳) **غنچۂ شگفتہ**۔ مرتبہ منشی صاحب موصوف۔ داغ۔ نسیم۔ فیاض وغیرہ شعرا کی چیدہ نظمین۔ ۳۲ صفحہ۔ قیمت ۲ر

(۴) **عروسِ کلام**۔ مرتبہ آفت صاحب اس کے ٹائٹل پر جو شعر ہے وہ اس کے اندر کے مضامین کو ان الفاظ مین ظاہر کرتا ہے۔ ؎

جلوے ہین برق و طور کے آنکھوں کے سامنے
گھونگٹ الٹ دیا ہے عروسِ کلام نے

۳۲ صفحہ۔ قیمت ۲ر

غنچۂ نوشگفتہ۔ مرتبہ منشی صاحب موصوف۔ جلال۔ بسمل۔ بسمل۔ غالب۔ آغا کی وہ نظمین جو شائقین سخن اپنی بیاضون مین درج کیا کرتے ہین۔ ۲۴ صفحہ۔ قیمت ۲ر

(۶) **نازِ حسینان**۔ مرتبہ آفت صاحب۔ امیر۔ مسرور۔ مضطر۔ تسمید۔ رقت وغیرہ شعرا کی نظمون کا مجموعہ۔ ۳۲ صفحہ قیمت ۲ر

(۷) **افتخار الاشعار**۔ جناب آفت صاحب کی نظمون کا مجموعہ چند اشعار بطور نمونہ درج ہین۔

بوریا بہتر ہے مجھ کو ناقم و سنجاب سے
کیا غرض درویش کو ہے اطلس و کمخواب سے

گرمجوشی خوش نہین آتی ہے مجکو ہجر میں
اور جلتا ہون زیادہ کثرت احباب سے

خوب اے آفت لکھی واللہ تم نے یہ غزل
معرکے مین آج کے اچھے رہے احباب سے

قیمت ۸ر

(۸) **غنچۂ تبسم**۔ مولوی فضل الدین صاحب فیاض کی نظمون کا مجموعہ ہے ٹائٹل پر لکھا ہے۔ ؎

یہی جذبات ہین شاعر طبیعت سے مین عاجز ہون
خدا جانے کہان سے شعر کا چسکا لگا لائی

قیمت اصلی ۲ر رعایتی ار

(۹) **چمنستان سخن**۔ فیاض صاحب نے مختلف شعرا کی نظمون کا مجموعہ ایک جگہ جمع کیا ہے۔ قیمت ۲ر

(۱۰) **گل نوشگفتہ**۔ فیاض صاحب کی چیدہ نظمون کا مجموعہ قیمت ۲ر

(۱۱) **مخزن قوالی**۔ مختلف شاعرون کی صوفیانہ نظمون کا مجموعہ قیمت ۴ر۔ چند مصرعے بطور نمونہ درج ذیل ہین۔

اُمید وصل نے یہی بیاس یان کرتی ہے گھر پہلے
کرون خدمت مین آنکھوں سے بٹھاؤں چشم پر پہلے
رہ الفت کے کوچے مین نفع سمجھے ضرر پہلے
سحر گر یار جائے گا تو ہے اپنا سفر پہلے
تجھے لازم تھی اے ظالم مری لینا خبر پہلے

خمخانۂ عشق

دیوان نایاب۔ نتیجہ طبع منشی نبی بخش صاحب نایاب۔ میونسپل کمشنر قصبہ نکودر ضلع جالندہر

انگریزی مین ایک مثل ہے۔ شاعر پیدا ہوتا ہے۔ تکلف سے نہین بنتا۔ سو منشی نبی بخش صاحب کے اشعار بتلاتے ہین کہ انہین فطرت نے شاعر بنایا ہے۔ ہر مذاق مین عمدہ نظمین لکھی ہین پر مین اپنے مذاق کے مطابق مدح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے چند اشعار درج ذیل کرتا ہون۔

سب سے اشرف تجھ کو دنیا مین بنایا حق نے ✻ کہہ کے محبوب تجھے آپ بلایا حق نے
پاس اپنے شب معراج بٹھایا حق نے ✻ بھید قدرت کا جو تھا تجکو بتایا حق نے

کب کوئی پہونچ سکا رتبے کو تیرے آقا
آئے دنیا مین نبی سینکڑون تیرے آقا

جب ہوا خاک کے پرتلے مین تیرا فرعیان ✻ ہو گیا نور سے اک آن مین معمور جہان
آسمان ہوتا تھا جھک جھک کے زمین پر قربان ✻ گیت گاتے تھے بصد شوق حور و غلمان

آج پیدا ہوا ...
آگیا ...

لکھائی۔ چھپائی اوپر ...
سے مل سکتا ہے۔

جلسۂ تاجپوشی قیصر در قادیان

جلسے ہوئے

سردار دسا وا ...
(وزیر اعظم ریاست ابے گڈہ) کی سعی سے ان کے دیوان بالاٹنگ مین منعقد ہوا جسمین ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ تمام فرقہ کے لوگون کو مدعو کیا گیا تھا۔ سردار صاحب موصوف کی افتتاحی تقریر پھر شیخ یعقوب علی صاحب کی تقریر ماسٹر عبد الرحیم صاحب کی نظم اور ایک سکھ صاحب و لالہ صاحب کے شکریہ کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ بچون مین مٹھائی تقسیم ہوئی۔ سردار صاحب نے پتری پاٹ شالہ کے کھولنے کا اعلان کیا اور ہندو و مسلم شرفاء کو ایوننگ پارٹی دی گئی۔

دوسرا جلسہ مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے بورڈنگ مین ہوا۔ جہان برٹش کی وفاداری کے متعلق کئی ایک تقریرین مختلف احمدی احباب نے کین۔

علاج الطاعون

مصنفہ حکیم سید محمد عبد اللہ صاحب قسام طاعون ٹیکہ وغیرہ طاعون کے متعلق مفید معلومات کا مجموعہ ہے۔ دو بار پہلے چھپ چکا ہے یہ تیسرا ایڈیشن ہے۔ قیمت اصلی ۴ر رعایتی ۲ر۔ ملنے کا پتہ افغان پریس۔ واقع افغان سٹریٹ پشاور شہر

مسئلہ قربانی

اس مسئلہ کے متعلق ایک معروضہ جناب حکیم ابو البرکات عبد الرؤف صاحب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت مین لکھا ہے۔ معروضہ کیا ہے گائے کی قربانی پر نہ صرف اسلامی عقائد کے لحاظ سے بلکہ ہندو مذہب کے نکتۂ خیال سے بھی ایک مفصل بحث ہے۔ اس مین ثابت کیا گیا ہے کہ گائے کا فساد خواہ مخواہ ہندو لوگ ہمیشہ اٹھاتے ہین اور مسلمانون کے مذہبی معاملات مین بیجا مداخلت کرتے ہین اس کتاب کی خوب اشاعت کرنی چاہیئے۔

ملنے کا پتہ۔ عبد الرشید ۲۷ رام موہن گھوس لین۔ کلکتہ

ویدک شادی کی فضیلت

مصنفہ سردار سیوا سنگھ صاحب پنڈی گھیب۔ قیمت ۳ر نایاب

سردار صاحب موصوف نے آریون کی بدزبانی سے تنگ آکر لکھی ہے معلوم نہین کہ آریون کو کیا شوق ہو کہ جب تک غیر مذاہب کے خلاف سخت کلامی نہ کرلین انہین کہانا ہی ہضم نہین ہوتا کسی جگہ سکھ صاحبان نے

کوئی شادی اپنے مذہبی عقائد کے مطابق کی تو اسی پر آریہ مہاشے جامے سے باہر ہو گئے۔ آخر سردار صاحب نے ویدک شادی کی حقیقت کو کھول کر رکھ دیا اور تمام تار و پود ادہیڑ دیا ہے کتاب قابل دید ہے اور سردار صاحب سے ملے

رم صاحبزادہ میرزا
نے جلسہ تاجپوشی
پ نے فرمایا کہ لسم
سلسلہ کا ارشاد ہے
جنے بہت شرم اور
اس فعل کے خلاف ہو
یہ ہے کہ دل وزبان ایک ہو
وعظ سے بہت ڈرتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ
قول ہمارے فعل کے خلاف ہو ان کے نزدیک یہ بات بہت ناپسندیدہ تھی کہ نصائح تو زبادہ ہوں اور عمل ان کے خلاف۔ احمدیوں کی طرف سے ہر ایسے موقع پر اظہار وفاداری ہوا کرتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس گورنمنٹ کی ماتحت سب سے بڑا سکھ ہم نے کونسا پایا۔ یونیورسٹیاں۔ مدرسے۔ تجارت کی آزادی۔ ڈاک۔ تار۔ ریل۔ بہت بڑے انعام ہیں۔ مگر یہ سب ہیچ ہیں۔ اگر مذہبی آزادی نہ ہو بلکہ مذہبی آزادی کے مقابلہ میں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ہیرا لے کر پتھر اور تریاق لے کر زہر دیدے۔ پس سب سے بڑی خوبی جو اس زمانہ میں ہے وہ مذہب کے بارے میں کامل آزادی ہے۔ مگر اس آزادی کے یہ معنے نہیں کہ مسلمان آریہ۔ عیسائیوں پر حملہ کریں اور آریہ مسلمانوں پر اور عیسائی آریوں پر اور اس طرح ملک میں فساد پھیلائیں۔ آزادی یہ نہیں کہ ایک دوسرے کی پگڑی اتار سکیں بلکہ آزادی یہ ہے۔ کہ ہم اپنی شریعت پر کھلم کھلا عمل کریں۔ نمازیں پڑھیں روزے رکھیں۔ خداتعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہمیں کوئی اس سے نہیں روکتا۔ اب اس نعمت کا شکریہ کیا ہے یہی کہ اس آزادی سے فائدہ اٹھاویں وہ تقوےٰ وہ اخلاص وہ مودت وہ فرمانبرداری وہ دینداری ہو۔ جو قرآن کریم ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ لیکن اگر قرآن وحدیث پر عمل نہیں وہ تقویٰ وہ طہارت نہیں وہ خشیۃ اللہ نہیں جو مذہب ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے۔ تو پھر یہ آزادی۔ بٹیر بازی کی طرح ایک کھیل ہوجاوے گی جو بہت ہی معیوب امر ہے اس کی مثال یوں ہے۔ جیسے کوئی روٹی بھوک کی حالت میں اور پانی پیاس کی حالت میں دے اور ہم بجائے اس سے کھانے پینے کے ضائع کردیں یہ احسان کی شکرگذاری نہیں بلکہ ناشکری ہے۔

پس گورنمنٹ برطانیہ کی دی ہوئی مذہبی آزادی (جو سب سے بڑی نعمت اس حکومت کی ہے) کا شکریہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے نفوس کا تزکیہ کریں اور اپنی زندگی ایسی طرز میں گذاریں جو مخلوق الٰہی کی ہمدردی سے لبریز ہو۔

اور ہمارا تو رونگٹا رونگٹا اس حکومت کے شکر سے معمور ہے اور کیوں معمور نہ ہو انسان کو سب سے بڑی امید تو اپنے بھائیوں ہی کی ہوتی ہے۔ ہمارے بھائیوں نے جو مسلمان کہلاتے ہیں سب سے پہلے ہم پر کفر کا فتوےٰ لگایا۔ ہمارے قتل کے فتوے دئے گئے۔ سوروں اور کتوں کے لئے تو رہنے کی اجازت ہے مگر ایک احمدی کا گاؤں میں رہنا پسند نہیں باہر کی اسلامی سلطنتوں کا یہ حال ہے کہ افغانستان میں اس سلسلہ کے دو مخلص جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ جو ہم سے پیچھے آئے۔ پر آگے نکل گئے۔ وہ سنگسار کئے گئے گویا ان کو وہ سزا دی گئی جو زنا کی ہے یعنے خدا کے مامور کو ماننا زنا سے بھی برا ہے۔

جو یورپین ٹرکی ہے۔ اس میں عیسائیت کے خلاف کہنا جرم ہے چنانچہ جو کتابیں چھپتی ہیں۔ وہ بیروت۔ مصر۔ شام میں چھاپی جاتی ہیں ایک ہم ہیں کہ عیسائیت کی تردید کھلے بندوں کر سکتے ہیں پس کس قدر احسان ہیں۔ جن کا شکریہ یہی ہے کہ اس آزادی سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرلیں اور اس سلطنت کے لئے دعائیں کریں ان کے پاس دنیا تھی انہوں نے ہمیں دنیا دی۔ ہمارے پاس مذہب ہے۔ هل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق یہی پیش کرتے ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ جیسے اس شہنشاہ کے سر پر آج دنیاوی تاج رکھا ہے وہاں کبھی آوے کہ اسلام کا تاج بھی اس کے سر پر ہو۔ سونے اور جواہرات کا تاج تو مٹی سے نکلا ہے مگر وہ تاج آسمان سے آتا ہے جیسے دنیاوی سلطنت کا دروازہ اس قوم کے لئے کھولا گیا ہے ایسا ہی حقیقی سلطنت کا دروازہ بھی ان پر کھل جائے جس چشمہ نور سے ہم نے پانی پیا ہے یہ بھی سیراب ہوں۔

یاد رکھو کہ گورنمنٹ کی ترقی ہماری اپنی ترقی ہے اسلئے ہم جان ودل سے اس کی ترقی ملک کے خواہاں ہیں۔ وہ وقت ضرور آئے گا کہ یہ قومیں خودبخود اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔ جیسا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات اور کشوف ہیں۔

نالۂ اویس

جناب اویس (صوفی تصور حسین) ایک خاص مذاق کے بزرگ ہیں
آپکے یہ اشعار دلچسپی سے پڑھے جائیں گے

انسان سے کہنے کو تو کیا ہو نہیں سکتا
بے فضل خدا کچھ بھی بجا ہو نہیں سکتا

ہر رونگٹے پہ احسان ترے لاکھوں ہیں خدایا
ہم سے سرمو شکر ادا ہو نہیں سکتا

ہے یاد خدا موجب تنویر دل و جاں
بے مصقلہ آئینہ صفا ہو نہیں سکتا

اک عمر سے میں بھی ہوں گرفتار محبت
اس قید سے دم بھر کو رہا ہو نہیں سکتا

کیا نالہ و فریاد کروں میں ترے در پر
نالوں سے مرے حشر بپا ہو نہیں سکتا

الفت تری اس درجہ ہے دل میں مرے جاگیر
اک آن بھی میں تجھ سے جدا ہو نہیں سکتا

بگڑی ہوئی اک آن میں میری جو بنا دے
کیا تجھ سے یہ اے میرے خدا ہو نہیں سکتا

قدرت کے تماشے تری ہم دیکھ رہے ہیں
وہ کیا ہے جو تجھ سے نہ ہوا ہو نہیں سکتا

درپیش ہوں گو کتنے ہی دنیا کے بکھیڑے
میں غیر سے شاغل بخدا ہو نہیں سکتا

ہاں فضل کی امید ہے تجھ سے مجھے ہر دم
مایوس تو میں تجھ سے خدا ہو نہیں سکتا

ذرہ کو جو تو چاہے تو خورشید بنادے
انسان کا کیا عقدہ کشا ہو نہیں سکتا

مدت ہوئی تاریکیٔ غفلت میں پڑا ہوں
اک عہد سے بھی عہدہ برآ ہو نہیں سکتا

گو سب سے سوا ہوں میں گنہگار الٰہی
غفار سے کیا خط سنبھالا ہو نہیں سکتا

رحمان سے مایوس اویس آہ نہ ہو تو
یہ تیر دعا تیرا خطا ہو نہیں سکتا

مخزن الفوائد سلسلہ اتالیق انگریزی کی پہلی جلد۔ جو صاحب اردو جانتے ہوں اور انگریزی پڑھنا چاہیں ان کے واسطے نہایت مفید کتاب ہے۔ ہجا۔ تلفظ۔ قواعد صرف ونحو تمام ضروری امور کو وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے قیمت صرف ۵ ہے۔ ملنے کا پتہ۔ مس ڈاکٹر حسین صاحب جعفری پروپرائیٹر دفتر اتالیق انگریزی۔ دہلی۔

ساجن موہنی یا تسخیر شوہر مصنفہ مسز سید احمد صاحب لڑکیوں کے پڑھنے کیواسطے نہایت عمدہ کتاب ہے۔ خاوند کو رضامند رکھنے کے گر۔ زمانہ عروسی۔ زمانہ وسطی۔ بڑھاپا۔ تمام کے متعلق مفید معلومات درج ہیں اور اخیر میں ایک فرہنگ ہے۔ سرکار نے اس کتاب کی تصنیف پر مبلغ دو سو روپیہ انعام دیا ہے۔ قیمت ۱۲ ہے

دو ... خلفا

سے

خلافت

رسول صلعم

اور سنی کہتے ہیں کہ جناب

اس مضمون میں یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ ترتیب خلافت جس طرح کہ واقعہ ہوئی۔ جس کے رو سے جناب علیؓ چوتھے نمبر پر خلیفہ ہوئے۔ یہی ترتیب منجانب اللہ اور حسب اقتضائے مشیت ایزدی تھی۔ اور شیعوں کا ادعا محض مفسدہ پردازی و افتراق عصائے امت پر مبنی ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم ذیل ایک معرکتہ الآرا حدیث ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جس سے یہ امر بڑی صفائی سے ثابت ہوجائیگا کہ بالآخر شیعوں کو بھی جناب مرتضٰی کے رابع الخلفا رہونے سے انکار نہیں کاش کوئی سعید الفطرت منصف مزاج شیعہ اس پر غور کرنے کی تکلیف گوارا کرے۔ اصل حدیث عربی میں ہے بخوف طوالت اسکا خلاصہ ترجمہ اردو میں کیاجاتا ہے

یحیٰی بن سعید البلخی نے امام رضا سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرام سے خو ... جناب علی علیہ السّلام سے روایت کی ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول صلعم کے ساتھ مدینہ کے ایک رستے سے گذر رہے تھے کہ سامنے سے ایک سفید ریش طویل گھنی داڑھی والے بزرگ دوچار ہوئے اور رسول صلعم سے سلام عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے مرحبا فرمایا۔ پھر وہ بزرگ میری طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا السلام علیک یا رابع الخلفا ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پھر کہا یا رسول اللہ کیا ایسا نہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر وہ تشریف لیگئے۔ میں (علیؓ) نے عرض کیا یا رسول اللہ اس بزرگ کے قول کا کیا مطلب ہے۔ جس کی آپنے بھی تصدیق فرمائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ آپ ایسے ہی ہیں۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے (خلیفہ اول آدم علیہ السّلام کے حق میں، انی جاعلٌ فی الارض خلیفه اور (خلیفہ دوم حضرت داؤد کے حق میں) یا داؤد انا جعلناك خليفة في الارض) اور موسیٰ کی زبانی ہارون کو کہا گیا۔ جب انہوں نے قوم میں انکو خلیفہ بنایا تھا (اور خود کوہ طور کو تشریف لیگئے تھے) اخلفنی فی قومی و اصلح (یعنی تو میرے خلیفے تھے) اور

جب خدا تعالےٰ نے فرمایا اذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر۔ تو اس پیغام الٰہی کو پہنچانیوالے آپ ہی تھے اور آپ وصی ہیں اور آپ سے بمنزلہ ہارون من موسیٰ کے ہیں۔ اور کوئی نبی میرے بعد نہیں ہے پس آپ رابع الخلفا رہیں جیسے کہ اس بزرگؑ نے فرمایا تھا۔ میں (علی) نے عرض کیا۔ کہ یہ بزرگ تھے کون۔ تو فرمایا یہ تیرے بھائی خضر علیہ السّلام تھے۔ پس جان لیں۔ آپ اس کو یعنی آدم و داؤد و ہارون و علی یہ چاروں خلیفہ اللہ ہیں"۔ بحوالہ کتاب ینابیع المودۃ دیکھو اخبار اثنا عشری مطبوعہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۷ء

فٹ نوٹ قصیدہ عربی مولوی سید مقرب علیخان صاحب رئیس جگرانواں مؤلف ذریعۃ النجات صفحہ ۷۵ و ۷۶ ناظرین میں بزور آپسے التماس کرتا ہوں کہ شیعہ راویوں کی نکتہ آفرینیوں کی داد دی جاوے۔ انکی بلاسے اگر جناب مرتضٰی کی خلافت بلافصل کا دعویٰ کمزور رہے۔ انکی بلاسے اگر سوائے حضرت آدم اور داؤد و ہارون علیٰ نبیّنا و علیہم السّلام باقی ہزارہا پیغمبروں کی عظمت پر پانی پھر جاوے۔ مگر انکی جدت طرازی اور نکتہ آفرینی کا لوہا بہر حال ماناجائے نکتہ آفرین واضع حدیث مذکور نے جب دیکھہ کہ جناب علی کی خلافت بلافصل ثابت کرنا ٹیڑھی کھیر ہے۔ اور انکو خلافت تو چوتھے نمبر پر ہی نصیب ہوئی ہے۔ اور اسکا انکار گویا امر واقعہ کا انکار ہے تو اسنے اسکی کیفیت میں ایک جدت طرازی اور اختراع پردازی کا رنگ جما دیا۔ کہ اچھا جناب علی چوتھے خلیفہ ہی سہی۔ مگر اسکا یہ مطلب تھوڑا ہی ہے کہ وہ خلفائے راشدین رسول صلعم میں سے چوتھے درجہ پر ہیں وہ تو نبی خلیفوں میں سے چوتھے درجہ پر ہیں۔ کیا خوب!

مگر جدت طراز راوی اور اس کے ہم مشرب گروہ کو سوچنا چاہیئے کہ خلافت بلا فصل کا عقدہ تو پھر بھی حل نہ ہوسکا پر نہ ہوسکا۔ بلکہ جناب علی کا مطلق خلیفہ ہونا بھی ثابت نہ ہوا کیونکہ یہ اس صورت میں ثابت اور قابل تسلیم ہوتا کہ قرآن مجید میں سے جسطرح آدم و داؤد و ہارون کے لیئے خلیفہ کا لفظ متن آیت سے ہر دفعہ دکھلایا گیا اسی طرح جناب علی کے حق میں بھی کسی آیت سے کسی نہ کسی صیغہ سے مستنبط کیا جاتا۔ دوسری طرف اگر اصحاب ثلاثہ کے حق میں دربارہ خلافت کوئی نص نہ بھی ہو۔ جب بھی کوئی قباحت عاید نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ خلیفہ اور اخلفنی کے الفاظ صرف تین نبیوں کے حق میں قرآن میں مذکور ہوئے ہیں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ سوائے ان تین نبیوں کے دوسرے ہزارہا اولوالعزم پیغمبر جن میں حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور خود رسول صلعم خاص قابل غور ہیں۔ خدا کے خلیفے نہ تھے۔ حاشا و کلا۔

ہاں کوئی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ خداوندکریم نے خود ان دو تین خلفا کا جو نبی تھے۔ خاص بلفظ خلیفہ قرآن میں ذکر فرمایا۔ تو اسکی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوگی تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ خداوندکریم نے آیت استخلاف میں کما استخلف الذین من قبلهم فرما کر امت محمدیہ کے لیئے یہ وعدہ بلکہ حتمی وعدہ کر دیا تھا۔ کہ جس طرح پہلے خلفا رہو گزرے ہیں۔ انہی کے نقش قدم رسول کریم کے خلیفے بھی بنائے جائینگے۔ سو الحمدللہ کہ ایسا ہی ہوا۔

تمام صحابہ کرام بباعث استفاضہ حضرت رسول کریم ملکوتی صفات اور ملایکہ کے مظہر تھے۔ اور جن میں سے خداوندکریم نے جناب ابوبکر صدیق کو انکا سردار بنادیا۔ اور اس طرح سے وہ پہلے خلیفۃ اللہ آدم کے مظہر ٹھہرے۔ دوسرے خلیفہ حضرت داؤد صاحب شمشیر و صاحب جہاد اور صاحب فتوحات تھے انکے مظہر جناب عمر فاروق ٹھہرائے گئے۔

باقی رہی حضرت ہارون والی خلافت سو قرآن سے ظاہر ہے۔ کہ وہ امن کی خلافت نہ تھی بلکہ لڑائی جھگڑے والی خلافت تھی۔ ہارون کے مصداق جناب مرتضٰی کو شیعہ بناتے ہیں۔ تو بسم اللہ جیشم ما روشن دل ماشاد۔ لیکن یاد رہے کہ ہارون خاص وقت تک تھے۔ دیگر معلوم ہو کہ کوئی صاحب اگر حدیث مذکور کی مزید تائید چاہیں۔ تو وہ سید ابوالقاسم مجتہد لاہوری و سید علی الحائری لاہوری کے رسالہ برہان البیان مطبوعہ مطبع احسن المطابع صہ۱۳ و صہ۲۳ سے اپنی تسلی کرلیں۔ جہاں اصل فارسی عبارت یوں مرقوم ہے یہ شیخ بحضور پیغمبر به علی گفت السلام علیک یا رابع الخلفا پس بر آمد غیب شد پیغمبر فرمود این شخص خضر نبی بود۔ تقریر معروضہ بالاسے واضح ہوچکا ہے کہ رابع الخلفا کا جو مفہوم حدیث مذکور میں ہے وہ باوجود تفصیل پھر بھی مجمل ہی رہا۔ اور اس سے خلافت مرتضوی پر عموماً اور خلافت بلافصل کے تنازعہ پر خصوصاً کوئی روشنی نہیں پڑتی۔ اس واسطے سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس قول کی تفسیر کس طرح کی جائے۔ آخر وہ حدیث ہے اور اس کے راوی بھی آئمہ معصومین ہیں۔ لیکن چونکہ تفسیر بالرائے فریقین شیعہ و سنی میں ممنوع ہے۔ البتہ تفسیر قابل قدر وہ ہے جو کو بقول شیعہ و الراسخون فی العلم بیان فرماویں اور پھر چونکہ یہ معاملہ اہلبیت کے چشم و چراغ جناب علی کے متعلق ہے۔ اسواسطے میں نے بڑی محنت سے

اس قول کی تفسیر کے لئے ایک ایسے بزرگ کو تلاش کیا ہے جو جناب مرتضیٰ کا یار غار اور محرم راز جان نثار بھی ہے - اور علاوہ اس کے اہلبیت بھی ہے اور بقول شیعہ بہ نسبت باہر والوں کے گھر والے گھر کے معاملات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اھل البیت ادری بما فیه یہ صاحب حضرت سلمان فارسی ہیں جس کے علم کی وسعت کی تعریف بھی کتب شیعہ میں مذکور ہے۔ کوئی جاہل ناخواندہ عرب نہیں کہ ان کا بیان اور تفسیر قابل سماعت نہ ہو۔ اور اس تفسیر کا ذکر بھی ہم خواجہ نصیر الدین مشہور بہ محقق طوسی کی نہایت مشہور و معروف کتاب اخلاق ناصری فارسی سے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں - یہ کتاب کئی برسوں سے پنجاب یونیورسٹی مین منشی فاضل کی جماعت کا کورس بھی ہے محقق طوسی کے کلام کی جو عظمت و وقعت شیعوں مین ہے اسکی تشریح کرنا تحصیل حاصل ہے - لہذا اب اس تفسیر کا ذکر ضروری ہے محقق طوسی فرماتے ہیں و امیر المومنین رضی اللّٰہ عنہ مزاح بودے تا بحدے کہ مردمان او را بدان عیب کروند و گفتند لولا دعابة فیه و سلمان فارسی رضی اللّٰہ عنہ او را گفت در مزاح کہ باد بکردند اخر لک الی الرابعة

یعنی جناب علی بہت ظریف الطبع تھے۔ یہاں تک کہ لوگ انکو اس بارہ میں معیوب کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کاش آپ میں ظرافت کی عادت نہ ہوتی۔ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ظرافت کرتے ہوئے دیکھکر جناب علی کو عرض کیا تھا۔ کہ اس عادت نے ہی آپ کو چوتھے درجہ پر پہنچایا۔ دیکھو اخلاق ناصری مطبوعہ نول کشور سنہ ۱۳۰۹ صفحہ ۲۴۵ کیوں معزز ناظرین اب تو آپ کو رابع الخلفاء کی حقیقت و تفسیر واضح ہو گئی یا نہ۔ مین تو دل سے محقق طوسی کا شکریہ ادا کرتا ہون جنھوں نے ایسی فیصلہ کن روایت اپنی اخلاقی کتاب مین زبانی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ درج فرمائی۔ رباعی کلام خضر کا مطلب کوئی سمجھے تو کیا سمجھے بدکے یے سمجھائے حضرت کے نہ جب خود مرتضیٰ سمجھے حقیقت رابع الخلفاء کی یا مصطفےٰ سمجھے ٭ و یا سلمان فارس راز دار مرتضیٰ سمجھے ٭

دوران خلافت خلفائے راشدین مین ہمارے شیعہ احباب جو نقشہ جناب علی کا کھینچتے مین۔ اور جو جو حسد و رشک و بخل طبعی کے خط و خال اس مین دکھاتے ہین۔ انکو اس روایت کے مطالبہ کرنے کے بعد شرم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جناب مرتضیٰ جیسے خوش طبیعت شگفتہ مزاج اور شریف و نجیب بزرگ دین کی فطرت اور جبلت سے سرے سے انکو واقفیت ہی نہین ہے۔ کیا اس روایت سے ہم یہ نتیجہ نکال نہیں سکتے کہ جو جو شکر رنجیوں کے واقعات برخلاف اصحاب ثلاثہ جناب علی کی ذات والاصفات سے وہ منسوب کرتے ہین۔ وہ یا تو سرے سے غلط یا مبالغہ سے بھرے ہوئے ہین اور اگر واقعی وہ واقعات درست بھی ہیں۔ تو وہ آنجناب کی جبلی ظرافت و خوش طبعی پر محمول کرنے چاہئین اور اگر سچ پوچھو تو رحماء بینھم الف بین قلوبھم اور لا تجعل فی قلوبنا غلاً للذین اٰمنوا کا مصداق بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے اور اس کے خلاف جناب علی کی طرف سے مخالفت کے طومار ظاہر کرنا میرے نزدیک تو سوء ادب کا مرتکب ہونا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکپائے امیر المومنین خادم حسین خادم بھیروی

نیکی کا جواب بدی

ڈاکٹر عبد الغنی قیدی کابل کے متعلق جو مضمون پر مین میاں فضل کریم صاحب نے چھپوایا تھا۔ اسکے جواب مین ڈاکٹر مذکور کے بھائی غلام حیدر نام نے ایک گالیوں کا بھرا ہوا خط میاں فضل کریم کے نام بھیجا ہے

تحفۃ النساء

اس کتاب مین عورتوں کی صحت کے واسطے مفید باتیں اور زنانہ امراض کے علاج کیواسطے ضروری اور جناب ڈاکٹر ح - س حسن صاحب ساکن امرتسر نے نہایت محنت سے طیار کر کے سلیس اردو عبارتوں مین ہندوستانی بیبیوں کیواسطے ایک عمدہ تحفہ طیار کیا ہے ایام حمل کے حالات کو نہایت بسط سے بیان کیا ہے اور نوزائیدہ بچے کی خبر گیری کے حصص بھی مفید معلومات درج کئے ہین۔ یہ کتاب درسی کتابوں کی تقطیع اور طرز کتابت پر عمدہ طیار کرائی گئی ہے۔ جو بیبیاں لکھی پڑھی ہیں انہیں چاہیئے کہ منگوا کر پڑھین کتاب ڈاکٹر صاحب موصوف سے بقیمت ایک روپیہ ملسکتی ہے۔

ڈاک ولایت

بہ سبب کمی گنجائش ڈاک ولایت عموماً اخبار میں درج نہیں ہوتی رہی۔ لیکن بہت سے دوستوں کے اصرار پر اس سلسلہ کو پھر جاری کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

خدائے بائبل

اللہ تعالےٰ رحم کرے یورپ کی اس ناگفتہ بہ حالت پر جو یسوعی مذہب نے اس کی بنا رکھی ہے یسوعی دین کچھ ایسا ہی اگر واقعہ ہوا ہے کہ آدمی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے ایک ہاتھ سے پادری صاحب کی جیب مین اپنے پیسے ڈالتا جائے اور دوسرے ہاتھ میں پادری صاحب کی لاٹھی کو پکڑے ... پوادر ... کو ... ثابت ... اور ... ہے۔ سا ... دیکھا۔ کہ انجیل ... کا منہ مشرق کو ہے۔ تو کسی کا اختلاف ہے کہ شاید کسی مقدمہ مین جاتا ہے ... ہوں اور اسکے ساتھ انہیں یہ سنایا جاتا ہے۔ کہ یہ الہامی کلام ہے تو سرے سے الہام اور ملہم کے الفاظ ان کے واسطے قابل نفرت ہو جاتے ہین۔ اور ایک حد تک وہ معذور بھی ہین کیونکہ اس کے سامنے جو الہام پیش کیا گیا ہے۔ وہ ہے ہی ایسا۔ یسوعیت کے ان نیش زدہ لوگوں مین سے بعض نے ملکر کئی ایک انجمنیں بنائی ہین جن مین سے ایک کا نام انٹرنیشنل پازے ٹی وسٹ کانگریس ہے جسکا اجلاس سنہ ۱۹۰۸ء میں شہر نیپلز مین ہوا تھا اور وہاں کے ایک محقق بی۔ ایچ لیوی صاحب نے ایک لیکچر دیا ہے جسے لنڈن کے کتب فروش لارنس ملنس نے چھاپ کر شائع کیا ہے اس لیکچر میں یہ ثابت کرنیکی کوشش کی گئی ہے کہ بائبل میں جو خدا کا لفظ اور اسکا مفہوم ہے۔ یہ ان بت پرستوں سے لیا گیا ہے جو بائبل کے زمانہ سے یہ ان بت پرستوں سے لیا گیا ہے جو بائبل کے زمانہ سے قبل اپنے اپنے قومی بزرگوں کو بطور خدا کے مانتے تھے گویا اس رسالہ مین صحیح بائبل کی طرف راہنمائی کی گئی ہے اسلیئے ہم اسکے جواب کے واسطے بائبل کے پہلوان نور افشان کو متوجہ کرتے ہین کہ وہ مسلمانوں کے پیچھے پڑنے اور آئے دن آزاردہ کلمات کے استعمال کرنے کی بجائے پہلے اپنے گھر کی خبر لے کہ وہاں کیا آگ لگ رہی ہے اس میں شک نہین کہ جیسا کہ لیوی صاحب نے بیان کیا ہے بائبل کے مجموعہ پر بہت سے بے احتیاطی کے زمانے گزرے ہیں۔ پہلے حرکات حروف پر نہ ہوتی تھین۔ پھر جو لوگ حاشیے لکھتے رہے۔ وہ عبارتیں بھی اندر داخل ہو گئیں۔ یہ باتیں تو بہت سے محققین بائبل نے پہلے بھی لکھی ہیں لیکن سب سے عجیب انکشاف جو لیوی صاحب نے کیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ مجموعہ بائبل کی تکمیل صدہا سال مین ہوئی جسکی آخری تاریخ سنہ ۱۲۵ عیسوی ہے۔ گویا سنہ ۱۲۵ تک بائبل میں تحریف و تبدیل ہوتی رہی ہے۔

اتحاد

لنڈن کا اخبار نیر ایسٹ ۳۱ - مئی سنہ ۱۱ء کے پرچہ میں تاکید کرتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ سیاسی ضرورتوں کے لحاظ سے یہی بات ہر دو اقوام کے واسطے مفید ہے

۱۱

...ا تھی - کہ
...ے جائیں
...وسعت دی اور
...ن سلسلہ احمدیہ اپنے اپنے حالات
...رہیں جس میں وہ بتائیں۔ کہ بعیت سے پہلے کس حالت میں تھے۔ اور اس کے بعد کیا دینی اور دنیوی ترقی کی۔ آپ کے حالات کیا دلچسپ اور وجد انگیز ہیں۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپنے ضعفاء کی دستگیری اور اس پیرانہ سالی میں چندہ کی وصولی کیواسطے جوانانہ ہمت دکھائی۔ وہ بہت سے نوجوانوں کے لیئے اسوۂ حسنہ ہے"

ناصر کیونکر منصور ہُوا

میں عاجز ناصر نواب دلّی کے غدر سے ۹ سال پہلے پیدا ہُوا۔ میر ناصر امیر میرے والد کا نام تہا۔ انکے والد کا نام میر ہاشم علی صاحب اسکے بعد مجھے اچھی طرح یاد نہیں۔ کیونکہ غدر میں کل کاغذات گم ہوگئے۔ سنا ہے کہ خاندوران خان صاحب جو نادرشاہ کے مقابلہ میں شہید ہوئے تھے۔ وہ ہمارے جد امجد کی کم از کم چوتھی پشت تھے۔ پہر انکا نسب تو مشہور ہے۔ وہ سید تھے۔ لیکن شاہی خطاب خان تھا میرے والد صاحب کے نانا صاحب محمد نصیر عرف حضرت صاحب تھے۔ جن کے نانا حضرت خواجہ میر درد صاحب علیہ الرحمۃ تھے۔

دلی کے غدر سے ایکسال پیشتر میرے والد صاحب اپنی جائداد کے حصول کے لیئے آرہ ضلع شاہ آباد گئے تھے۔ وہاں ہیضہ سے انکا انتقال ہوگیا۔ میں یتیم رہ گیا میرے ماموں صاحب میر ناصر حسین صاحب میری اور میری والدہ صاحبہ کے متکفل ہوئے۔ اور ۱۶ سال کی عمر میں میر عبدالکریم مرحوم کی لڑکی سے میرا بیاہ ہوا جو مرزا نذر بیگ صاحب المعروف بہ کپتان صاحب کی نواسی ہے۔ پھر ۲۲ سال کی عمر میں اپنے ماموں صاحب مرحوم کی شاگردی کرکے اور پیمائش وغیرہ کا کام ان سے سیکھ کر میں محکمہ نہر میں ۱۸۶۹ء میں سب اورسیر ہوگیا۔ اور وہابی تو میں پہلے ہی سے تھا کیونکہ علی بخش المعروف محمد علیصاحب مولوی محمد حسین بٹالوی کے بڑے بہائی مادہو پور میں فارسی کے میرے استاد تھے۔ انکی صحبت میں میں موحد یا وہابی ہوگیا تہا امرتسر میں مینے مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بعیت توبہ کی۔ پہر ۱۸۷۶ء میں میں حضرت مرزا غلام احمد سے ملا۔ مگر اسوقت نہ انکا کوئی دعوی تہا۔ نہ مجھے کچھ سمجھ تہی۔ مگر یہ ہمیشہ کے ملنے کا پیش خیمہ تہا۔ ۱۸۸۴ء میں حضرت مسیح علیہ السلام سے میری بیٹی نصرت جہان بیگم کا نکاح ہُوا۔ اس کے بعد مولوی محمد حسین بٹالوی کے بہکانے سے یہ عاجز حضرت مسیح و مہدی سے منکر ہُوا۔ اور گستاخی سے بہی پیش آتا رہا۔ پہر خدا تعالٰے نے میری دستگیری کی اور جلسہ اول جو ۱۸۹۲ء میں ہُوا۔ اس میں مجھپر حق کہلا اور میں دوبارہ احمدی بنا۔ اور جب مینے پنشن لی۔ اور قادیان میں آکر رہا تو زیادہ فائدہ پہونچا۔ مینے خود پہلے بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوتی اپنی آنکھ سے دیکھیں۔ پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی عبد اللہ آتہم کی نسبت پیشگوئی یاتیك من كل فج عميق۔ یاتون من كل فج عميق والی پیشگوئی وغیرہ۔ میرے بیٹے محمد اسحاق کو حضرت صاحب کی دعا سے دو دفعہ طاعون سے رہائی ہوئی جس میں سے ایکدفعہ ۳ گھنٹہ میں باوجود ۲ گلٹیوں کے لڑکا دوڑنے لگا۔ اور حضرت صاحب کی دعا فوراً قبول ہوگئی۔ مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن کو جب یقین ہوگیا کہ مجھے طاعون ہے اور میں اب رخصت ہونیوالا ہوں اور وصیّت لکھوانے لگے۔ اسوقت انکو حضرت صاحب نے یقین دلایا کہ تمہیں طاعون نہیں اور تم طاعون سے نہیں مروگے۔ ورنہ میں جھوٹا ہوں یہ کہکر حضرت صاحب نے انکا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تمہیں بخار کہاں ہے فوراً ۵۔ اور جہ کا بخار کافور ہوگیا۔ میں اگر اس خدا کے مہدی اور مسیح سے تعلق پیدا نہ کرتا۔ تو کیا ہوتا۔ ایک معمولی آدمی دلّی میں جس کو کوئی پوچھتا نہیں تہا۔ ایک معلوم الاحوال شخص جس کی کچھ قدر و قیمت نہ ہوتی۔ اب میں کئی لاکھ آدمیوں کا محبوب اور پیارا اور مکرم و معظم ہوں میری بیٹی ایک قوم کی ماں ہے جسکو وہ بڑی تعظیم سے ام المومنین لکھتے ہیں میرے بیٹے قوم میں بہت معزز و مکرم ہیں۔ میری بیوی قوم کی نانی صاحبہ ہیں۔ یہ دنیاوی اعزاز ہیں۔ اور مجھے اس پیارے کے قرب کے باعث امید ہے۔ کہ اللہ تعالٰے دونوں جہان میں فضل کریگا کیونکہ یہاں کا فضل وہاں کے فضل کا نشان ہے یہ میرا مختصر حال ہے اس بیان سے ملکر دنیا اور دین میں عزت حاصل ہوئی اگر میں اسکا اقرار نہ کروں۔ تو یہ ناشکری قابل مواخذہ ہوگی لہذا مینے اسکا شائع کرنا مناسب سمجھا۔ میرے دوستو! تم بھی اپنا پہلا اور پچھلا حال سب مختصر سا لکھدو۔ تاکہ میں اسے شائع کروں اور جماعت کے لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں اور تمہیں اور مجھے ثواب ہو۔ اور قادیان کے ضعفاء کو کچھ پیسے ملجاویں۔ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

راقم میر ناصر نواب

نہ دعوی نہ رنج

بدر مورخہ ۱۶۔ مارچ سنہ ۱۱ء صفحہ ۹ میں کسی شیعہ صاحب امروہی نے حضرت ابوبکر صدیق سے حضرت فاطمہ رض کا ناراض ہو کر وفات پانا وغیرہ وغیرہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ میں حیران ہوں کہ معترض نے بلا دیکھنے کتب سیر کے جھٹ پٹ ایسا کیوں خیال کرلیا۔ کہ ابوبکر رض صدیق سے دختر رسول خدا ناراض ہوگئیں۔ کیونکر ہو سکتا ہے کہ پیغمبر خدا کی دختر جنکو ہر ایک تعلیم سے یہ یقین تہا۔ کہ پیغمبر ؐ کا مال کسی کی میراث نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ بخاری کی حدیث مالک بن اوس حدسان النصیری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ اول نے تمام صحابیوں کو جمع کرکے اثبات مدعا کی شہرت کو عام و خاص تک پہنچا دیا۔ کہ رسول ؐ کا مال صدقہ نہیں ہوتا اس مجلس میں حضرت علی رض عباس چچا عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی وقاص اور زبیر بن عوام پھوپھی زاد بہائی بھی موجود تھے ان سب صحابیوں نے خلیفہ اول کی درخواست کو قسمیں کہا کہا کر ہر ایک ...... یہ اظہار کردیا۔ کہ انبیاء کا مال صدقہ ہوتا ہے۔ پس اس عظیم الشان شہادت میں ایک شہادت حضرت فاطمہ کے لیئے نہایت زبردست علی علیہ السلام کی بھی تہی۔ جو بمنزلۂ قرآن کے جناب سیدہ کے لیئے بالتسلیم تہی۔ اگر حضرات شیعہ بخاری کی حدیث مذکور کو اس وجہ سے نہ تسلیم کریں کہ اس میں اخیر راوی عمر خطاب ہیں تو اسی مضمون کو محمد بن یعقوب رازی نے کافی میں ابی البختری۔ ابی عبد اللہ جعفر بن محمد صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ کہ بیشک نبیوں کا مال کسی کی میراث نہیں۔ اب اسپر شیعوں کو ایمان بالیقین رکہنا چاہیئے۔ کہ فاطمہ رض کو نہ دعوی رہا نہ ابوبکر صدیق سے رنج۔ بلکہ ان سب امور کو یکجائی غور سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب فاطمہ رض کو یہ معلوم ہوگیا۔ کہ واقعی نبی کا مال صدقہ ہوتا ہے تو ان کو نہ کوئی دعوی رہا۔ نہ کاوش۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیق نے بنظر ازدیاد تقوی و صفائی کے خیال کیا کہ مبادا اس مقدمہ

میں جناب زہرہؓ کہیں مجبوری شہادت سے مجبور ہو کر رنجور نہ ہوگئی ہوں۔ تو آپ نصف النہار پر حاضر درِ دولت خاتون جنت ہو کر رضاجوئی کرنے گئے اور عرض کرنے لگے کہ اے بتول جگر گوشہ رسول غلامان غلام دوپہر کی دہوپ میں آپ کے آستانہ مبارک پر کھڑا ہے اور مجھے قسم ہے خدا کی کہ میں اس تمازت آفتاب سے جب تک نہ ہٹونگا کہ پیغمبرؐ کی بیٹی مجھ سے راضی نہ ہوجاویں یہ رضاجوئی تمامی کتابوں میں بھری پڑی ہے۔ دیکھو مدارج النبوت کتاب الوفا بیہقی مشکوٰۃ وغیرہ وغیرہ قطع نظر کتب مذکورہ بالا . . . . . .

معراج السالکین میں ہے کہ اے بیٹی رسولؐ کی تمہارا دعویٰ حق پر تہا۔ مگر دیکھا میں نے رسول کو کہ وہ دیتے تھے اس میں سے فقرا اور مساکین کو اور دیتے تھے قوت اس میں سے تمکو پھر قسم کہائی خلیفہ اول نے کہ میں بھی اسی طرح کرونگا اور تا حیات . . . زوجہ شیر خدا کو فدک سے اسی طرح دیتے رہے جیسا کہ سید المرسلینؐ عنایت فرماتے تھے اسی الفت و ہمدردی کو حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد علی ابن ابی طالب یاد کر کرکے روتے اور نوحہ کرتے تہے اور اس معصوم کے گریہ و ماتم سے تمام مدینہ کانپ رہا تہا۔ چنانچہ اسی موقع کو کتاب الموافق ابن السمان کی وہ روایت جسکو حافظ ابوسعید بن سما وغیرہ محدثوں اور محمد بن عقیل بن ابی طالب سے نقل کیا ہے۔ جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔ بیشک جب حضرت ابوبکر صدیق نے وفات پائی۔ انکو چادر سے چہپا دیا لوگونکی گریہ وزاری سے مدینہ ہلنے لگا جیسے آنحضرت صلی اللہ کی وفات کے دن پس آئے علیؓ روتے اور انا للہ کہتے اور فرماتے تھے۔ کہ آج خلافت نبوت کی منقطع ہوگئی۔ پھر کہا رحمت ہو خدا کی تجہپر اے ابوبکرؓ تو ہی تہا ٹھکانہ الفت رسول اللہ کا اور ان کے انس کا اور ان کے آرام و اعتقاد اور بھیدوں کا . . . جسقدر ہم تجھکو روئیں تو اس سے برتر ہے۔ کیا اب بھی کوئی خلیفہ اول کو غاصب کہہ سکتا ہے۔ جبکو کہ علی علیہ السلام یہ دعاوے رہے ہوں۔ کہ رحمت ہو خدا کی تجہپر اور غم کر رہے ہوں کہ خلافت نبوت کی منقطع ہوگئی۔ جس صدیق کے لیئے اسد اللہ غالب رو رو کر رسول کا بھیدی اور جائے انس کہہ رہے ہوں۔ ان سے جناب فاطمہؓ کیونکر ناراض ہوسکتی ہیں اور اگر حضرات شیعہ خواہی نخواہی جناب سیدہ کی ناراضگی سے کوئی نتیجہ پیدا کرلیں تو وہ ہی جناب علی علیہ السلام کی طرف بھی راجع ہوگا کیونکہ بارہا خانگی امور میں جہگڑے ہوئے اور بڑا ملال و ناراضگی اسوقت ہوئی جبکہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کا خطبہ اپنے نام پر کیا۔ جس سے حضرت زہرہؓ روتی اور سر پیٹتی ہوئی اپنے باپ کے پاس تشریف لے گئیں۔ اور کل قصہ حضرت علیؓ کا کہہ سنایا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فاطمہؓ میرے جگر کے ٹکڑے کو ایذا پہونچائی۔ اس نے مجھکو ایذا پہونچائی +

خاکسار کبیر الدین احمد احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ لکھنؤ

ایک مخلص باپ کی نصیحتیں اپنی پیاری صالحہ اور عزیز بیٹی کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین والخلفاء الراشدین والمہدیین وآلہ الطیبین الطاہرینؓ

اما بعد یہ چند پند سودمند درگاہ الٰہی کی طرف سے سعادت مند لڑکی **صالحہ بی بی** عرف عزیز النسا بیگم طال عمرہا (اللّٰھم اجعلہا کاسمہا آمین) کے لیئے ہیں۔ اگر وہ اس تحریر کو مثل **تعویذ** کے نہایت حفاظت سے اپنے پاس رکھکر ہر روز ایک بار پڑھے گی اور اس پر عمل بھی صدقدل سے کریگی۔ تو انشاء اللہ العزیز مجھے کامل یقین ہے کہ وہ سب دین و دنیا کی مرادیں حاصل کرلے گی ؛

۱۔ ہمیشہ سوا عذر شرعی کے وضو کرکے پنجوقتہ **نماز** بلا ناغہ پڑہتی رہے **تہجد** کی نماز بھی زیادہ نہیں تو دو چار ہی رکعت پڑھ لیا کرے ؛

۲۔ صبح کی نماز کے بعد **قرآن** شریف با ترجمہ جتنا ہوسکے پڑھے ؛

۳۔ نمازوں کے اندر **دعائیں** بہت کرے اور جس چیز کی اُسے ضرورت ہو **خدا** سے مانگ لے ؛

۴۔ خاوند کی خوشی کے لیئے اپنی خوشی اور آرام کو چھوڑ دے۔ اچھی طرح اطاعت اور خدمت کرے ؛

۵۔ جب خاوند نوکری کو چلا جائے تو گہر کے کام سے حتی المقدور فارغ ہوکر تہوڑی دیر آرام کرے

۶۔ ہم جماعت احمدیہ ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتقی بنائے ہمیں ہمیشہ اخبار الحکم و بدر اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں علی الخصوص کشتی نوح بہت پڑہنی چاہیئے اور جو جو باتیں سمجھ میں نہ آئیں وہ گہر والوں سے پوچھ لینی چاہئے۔

۷۔ مشکوٰۃ شریف کا . . .
فرصت اپنے شو . . .
۸۔ حضرت اقدس . . .
ہی کچھ ماہانہ بھیجا . . .
۹۔ بڑوں کی تعظیم . . .
پر رحم کرے۔ انکی ہمد . . .
الا وانتم مسلمون . . .
حقوق العباد ادا کرے)

۱۰۔ مرتے دم تک پارسائی اور . . . کے ساتھ رہے۔ اللہ معک اینما کنت والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ؛

اے لڑکی اللہ تیرے ساتھ ہو تو جہاں رہے اور سلامتی ہو تجہپر اور اللہ کی رحمت اور برکت

مراد ما نصیحت بود گفتیم
حوالت با خدا کردیم و رفتیم

ترجمہ ہماری مراد نصیحت کرنا تہی سو کہہ چکے خدا کے حوالے کرکے ہم چلے۔ الموصی میر محمد سعید احمدی المرقوم ۱۱ اگست ۱۹۰۱ء

مسجد ہردوار ہندوؤں کے قبضہ میں

ایک سیاح لکھتا ہے۔ "ہر کی پیڑی" دہیرہی کے ساتھ ایک عمارت ہے۔ جو اسوقت ہندوؤں کے قبضے میں ہے اور ہندو لوگ ہر روز شام کو یہاں بھجن اور گیان وغیرہ کرتے ہیں۔ یہ عمارت مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسیوقت مسجد تہی کیونکہ علاوہ باہر کے دو بڑے بڑے مناروں کے چار چھوٹے چھوٹے چھوٹے منارے موجود ہیں۔ گو اس عمارت کو ہندوؤں نے مندر بنا رکہا ہے لیکن پورے طور پر مندر نہیں بن سکا۔ اب بھی کچھ مسلمانی عمارت کی یادگار باقی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کسی زمانہ میں ہردوار مسلمانوں کے قبضے میں تہا۔ آہستہ آہستہ ہندوؤں نے انکے ہاتھ سے لے لیا ہے۔ اب موجودہ مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کا بہت برا سلوک ہو رہا ہے۔ بلکہ ارادہ یہ ہے کہ جو چند دوکاندار یہاں ہیں انکو بھی نکال دیا جاوے اس وقت چند مسلمان رئیس جوالاپور میں آباد ہیں۔ جو ہردوار سے دو کوس کے فاصلہ پر ہیں کہتے ہیں کہ یہ جگہ انکے بزرگوں کے قبضے میں تہی۔ امید ہے کہ سہارنپور اور ڈیرہ دون کے مسلمان اس مضمون پر کچھ روشنی ڈال سکینگے نیز وہاں کی انجمن ہائے اسلامیہ ان باتوں پر مناسب نوٹس لے سکینگی + یہ خاص مسجد ہے اور عمارت بادشاہی وقت کی معلوم ہوتی ہے +

ل اے اللہ اسے کردے جیسا اسکا نام ہے

صلے رسولہ الکریم

ماکسبت وعلیہا

رہین؟

اگر کسی ماں کو سزا دی جائے کہ وہ اپنے بچہ سے پیار کیوں کرتی ہے یا کسی کو اس بات کی سزا دیجائے کہ کسی اپنے عزیز کی موت پر غمگین کیوں ہوتا ہے یا کسی بڑے نفع پہنچنے پر خوش کیوں ہوتا ہے۔ یا انسان آنکھ سے دیکھتا کیوں ہے۔ کان سے سنتا کیوں ہے۔ منہ سے کہاتا کیوں ہے۔ زبان سے بولتا کیوں ہے۔ جاہل سے جاہل اس بات کو صریح ظلم سمجھتا ہے اگر ان باتوں پر سزا دیجائے وجہ کیا۔ یہی کہ یہ سب باتیں انسانی فطرت میں داخل ہیں۔ اس میں انسان مجبور ہے۔ اور لازماً اس سے وہ باتیں ظہور میں آئینگی انسان تو وہیں تک متکلف ہے۔ جہانتک کہ اس کی قدرت اور وسعت میں فطری قویٰ خدا نے دے رکھے ہیں۔ مثلاً آنکھ سے دیکھنا ایک فطری بات ہے مگر صرف اتنا انسان کی قدرت اور وسعت میں ہے کہ وہ اس سے محرم کو دیکھے اور غیر محرم کو نہ دیکھے۔ چنانچہ اسلامی شریعت نے انسان کو صرف اسی بات میں متکلف کیا اور حکم دیا کہ غیر محرم کو یا اور ایسی باتیں جن سے برا اثر پڑتا ہے ان کو نہ دیکھے اسی طرح کان کو صرف یہ حکم دیا کہ وہ اچھی باتیں سنے کیونکہ یہ اس کی قدرت میں ہے کہ زبان سے سچ اور اچھی باتیں بولے۔ جھوٹ اور بری باتوں سے پرہیز کرے کیونکہ یہ اس کی قدرت اور وسعت میں ہے۔ غرضیکہ ہر معاملہ میں انسان کو وہیں تک متکلف کیا ہے جہانتک کہ اسکی طاقت اور وسعت میں ہے چنانچہ اس فلسفہ کو کیسی لطیف طرز میں فرمایا لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت۔ یعنی اللہ نہیں متکلف کرتا کسی نفس کو مگر جہانتک اس کی وسعت ہے۔ اسی کے فائدے کے لیئے ہے جو کچھ کہ وہ نیک کام کرتا ہے اور اسی کے لیئے نقصان وہ ہے جو کچھ کہ وہ برے عمل کرتا ہے اس میں شریعت نے جہاں یہ زریں پُرحکمت قانون تبلایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو وہیں تک متکلف کیا ہے جہانتک کہ اسکی وسعت اور قدرت ہے وہاں یہ بھی تبلایا کہ شریعت جو قائم کی گئی ہے۔ یہ انسان کے اپنے فائدے کیلئے کیگئی ہے عیسائیوں کی طرح شریعت لعنت نہیں بلکہ رحمت ہے۔ کیونکہ اس پر چل کر انسان فائدہ اٹھاتا ہے اور اگر خلاف کریگا تو اس کا اپنا نقصان ہے۔ اور اس میں یہ بھی سچائی سے بھرا ہوا فلسفہ بتایا کہ گناہ انسان خود کرتا ہے اسکی فطرت میں داخل نہیں۔ اور اس کا وبال بھی اسی پر پڑتا ہے یہ نہیں کہ گناہ کوئی کرے اور پکڑا کوئی جاوے۔ اب اس کے خلاف عیسائیوں نے ایک عجیب ڈھکوسلا بنایا ہوا ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا کہ جو چیز انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اس پر انسان کو سزا دیجائے۔ کوئی انسان اسے نہیں مان سکتا کہ خدا معاذ اللہ اتنا بڑا ظالم ہے کہ وہ خود ہی تو ایک بات انسانی فطرت میں ڈالدے اور پھر جب انسان اپنی فطرت کے موافق کام کرے۔ تو اسے سزا دے ایسا دین کبھی خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ سچا دین وہی ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کے مطابق ہو۔ بلکہ عین فطرت ہو کیونکہ فطرت خدا کا فعل ہے۔ اور خدا کی کتاب جو دین پیش کرتی ہے وہ خدا کا قول ہے تو قول اور فعل میں تطبیق نہایت ضروری ہے۔ سچا دین وہی ہے جو انسانی فطرت کا لحاظ رکھے چنانچہ قرآن مجید نے دین اسلام کی نسبت فرمایا۔ کہ فاقم وجہک للدین حنیفاً۔ فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔ ذٰلک الدین القیم۔ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون۔ ترجمہ۔ پس قائم کر اپنا منہ دین کے لیئے اعتدال پر اللہ کی فطرت جس پر اللہ نے انسان کی بناوٹ بنائی اللہ کی تجویز کردہ پیدائش میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہی سیدھا اور پکا دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے اب دیکھو یہاں صاف صاف تبلا دیا۔ کہ چونکہ جو فطرت اللہ نے بنادی ہے۔ اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی اسلیئے دین اسلام عین فطرت کے مطابق بنایا گیا ہے۔ اور یہی اس کے سچے اور محکم ہونیکی دلیل ہے۔

اصل میں عیسائیوں نے یہ ڈھکوسلا اسلیئے گھڑا تھا۔ کہ کسی طرح یہ ثابت ہو جائے۔ کہ ساری دنیا گناہگار ہے صرف ایک یسوع بیگناہ ہے کیونکہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔ اور بوجہ بیگناہ ہونے کے وہ صلیب پر چڑھکے کفارہ ہوا۔ اول تو کسی بیگناہ کا گنہگار کے بدلے پھانسی پانا ایسا بڑا ظلم ہے۔ کہ انسانی فطرت اور عقل برداشت ہی نہیں کر سکتی اور پھر زید کی تکلیف کو دیکھکر عمر اگر اپنے سر کو پتھر سے پھوڑ کر مر جائے تو زید کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے اور واقعات نے بھی ایسا ہی ثابت کیا۔ کہ یسوع کے صلیب پر چڑھنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ عیسائی قوموں میں گناہ کے معدوم ہونے کے بجائے الٹے گناہ کی ترقی ہی ہوئی۔ اور آدم کے گناہ کی سزا بائبل میں جو مقرر ہوئی تھی۔ کہ مرد پیشانی کے پسینہ سے روٹی کمائیگا اور عورت دردزہ سے بچہ جنیگی وہ اب تک خود عیسائیوں میں بھی باقی ہے خیر میرا مطلب یہاں کفارہ پر بحث کرنا نہیں ہے ہمارے مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے کفارہ کے رسالہ میں اسکی خوب زور سے تردید کر دی ہے اور اس باطل کا سر کچل دیا ہے ہاں تو اس ڈھکوسلے سے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ یسوع بھی گناہوں سے بری نہیں ہوتا بن باپ پیدا ہونا کوئی خوبی میں داخل نہیں یہ بھی محمد رسول اللہ صلعم کا عیسائیوں پر احسان ہے کہ کروڑوں مسلمانوں کو منوا دیا ہے کہ بن باپ ہی ولادت ہوئی تھی ورنہ کوئی کنواری لڑکی کیسی ہی عفیفہ کیوں نہ ہو حاملہ ہو جائے تو کبھی کوئی عیسائی جج بڑے سے بڑا راسخ الاعتقاد پادری بھی یہ فیصلہ نہ دیگا۔ کہ روح القدس سے حاملہ ہوئی ہے قرآن نے وامہ صدیقہ یعنی اسکی ماں صدیقہ تھی کہکر ہمیشہ کے لیئے کروڑہا مسلمانوں کو تسلیم کرا دیا کہ اسکی ولادت جائز تھی۔ مگر آہ! اس ناقدر شناس قوم نے اسی پیارے خدا کے برگزیدہ کو سب سے زیادہ گالیاں دیں جس نے اور دنیا میں جس نے خدا سے خبر پا کر گواہی دی۔ کیا دنیا

میں محمد رسول اللہ صلعم کے سوا کوئی انسان ہی جس نے گواہی دی ہو کہ مسیح کی ولادت جائز تھی۔

کیونکہ مریم کی عصمت کا حال صرف خدا کو معلوم تھا اور خدا سے خبر پا کر دنیا کے آگے گواہی دینے والے صرف آنحضرت صلعم ہی تھے مریدوں کی گواہی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ مسیح کے دامن سے اس داغ کا مٹانیوالا وہی برگزیدہ تھا۔ جس کے عیسائی سب سے بڑھ کر دشمن ہیں کیا دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی ناقدر شناسی اور احسان فراموشی کی مثال ہے

غرض! یسوع کا بن باپ ہونا کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ سچ پوچھو تو مریم اور یسوع کے لیئے ایک ابتلا تھا اور بڑا سخت ابتلا تھا۔ خدا نہ کرے کوئی اس قسم کے ابتلا میں مبتلا ہو۔ یہ خیال باطل کہ اس طرح یسوع بیگناہ ثابت ہوتا ہے غلط ہے۔ بلکہ اس سے تو الٹا زیادہ گنہگار ثابت ہوتا ہے۔ اول تو خود بائبل میں ہی کتاب ایوب باب ۲۵ آیت ۴ میں لکھا ہے کہ جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا وہ کیسے پاک ہو سکتا ہے پھر بائبل کے مطابق سب سے پہلا گناہ جو دنیا میں کیا وہ عورت نے کیا کیونکہ بائبل میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے شیطان نے جو بکا

تو حوا کو بہکایا۔ اور اس نے وہ ممنوع پہل پہلے خود کہایا اور پہر آدم کو کہلایا تو حوا نہ صرف سب سے پہلے گناہ کرنیوالی ہو بلکہ آدم کے مقابل پر وہ چند گناہ کرنیوالی ٹھہری آدم نے تو صرف ایک گناہ کیا کہ وہ پہل کہایا۔ مگر حوا نے دو گناہ کیے ایک تو آپ کہایا دوسرا آدم کو کہلایا۔ لہذا آدم یعنی مرد کے گناہ کو اگر ۱- سے تعبیر کریں تو حوا یعنی عورت کے گناہ کو ۲- سے تعبیر کرنا پڑیگا۔ اب ظاہر ہے کہ مرد اور عورت کے مرکب نطفہ سے انسان بنتا ہے تو جو بچہ بنتا ہے تو مرد عورت کی فطرت سے حصہ لیتا ہے اور گناہ ہی عیسائیوں کے قول کے مطابق فطرت ہے تو بچہ میں ۱ + ۲ = ۳ (مرد، عورت) گناہ فطرتاً داخل ہوا مگر جو بچہ صرف عورت سے بنے جیسے یسوع پیدا ہوا تو جو حصہ مرد کے فطرت سے بچہ لیتا ہے اب وہ حصہ بہی عورت سے ہی حاصل ہوا۔ اسلیئے گناہ فطرتاً اس مین ۲ + ۲ = ۴ (عورت، عورت) داخل ہوا گویا بنی نوع انسان مین جو گناہ کی فطرت بچوں مین ماں باپ کی طرف سے داخل ہوتی ہے اس کے لحاظ سے یسوع میں پہلے گناہ کی فطرت زیادہ داخل ہوئی۔ اب اس قاعدہ سے یسوع تو تمام بنی نوع انسان سے زیادہ گنہگار ثابت ہوا ما لهم به من علم ولا لاباءهم كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا ٥ نہ تو انکو اس بات کا علم ہے اور نہ انکے باپ دادوں کو تہا۔ بڑی سخت بات ہے۔ جو انکے موہنوں سے نکلتی ہے نرا جہوٹ ہی بکتے ہیں غرض یہ ڈہکوسلا کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے انکو خود ملزم ٹھہراتا ہے اب دیکہو قرآن کریم نے اس مسئلہ کو کیسی خوبی اور عمدگی سے حل کر دیا ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار نہین مفصل ذکر اوپر گذر چکا ہے بطریق اجمال یاددہانی کے لیئے پہر ذکر کرتا ہوں

(۱) لا تبديل لخلق الله فرما کر تبلایا کہ جو فطرتی بناوٹ خدا نے بنائی ہے اس میں تبدیلی نہین ہوا کرتی لہذا مذہب ایسا نہ ہونا چاہیئے جو فطرت کے خلاف ہو۔ بلکہ مذہب کو فطرۃ کے مطابق ہونا چاہیئے۔

لہذا اسلام کی نسبت فرمایا

(۲) فطرة الله التي فطر الناس عليها ۔ اللہ کی فطرت جس پر انسان کو فطرتی طور سے بنایا ہے کیا معنی کہ بوجہ کمال مطابقت فطرت انسانی کے رکھنے کے اسلام گویا عین فطرت ہے جب اسلام بالکل فطرت انسانی کے مطابق ہے تو اس کے اوامر اور نواہی بہی عین فطرت کے مطابق ہونے چاہیئں اور انکا دائرہ انسانی وسعت اور طاقت کے اندر ہی ہونا چاہیئے لہذا فرمایا کہ

(۳) لا يكلف الله نفسا الا وسعها ۔ اللہ کسی شخص کو تکلیف نہیں کرتا۔ مگر جہانتک اس کی وسعت ہو جو بات اس کی وسعت سے باہر ہو اسکے لیئے تکلیف نہیں کرتا۔ گناہ اگر فطرت میں مرکوز تہا۔ تو اس سے بچنا انسان کی قدرت اور قدرت سے باہر تہا۔ پس گناہ سے بچنے کا حکم ہی نہ دیا جاتا مگر جب گناہ سے بچنے کا حکم دیا گیا تو معلوم ہوا کہ گناہ انسانی فطرت نہین۔ چنانچہ اس کی زیادہ توضیح کے لیئے ساتہہ ہی فرمایا کہ

(۴) لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت اسی کے فائدہ کے لیئے جو کچہہ وہ نیکی کماتا ہے اور اسی کا نقصان ہے۔ جو کچہہ وہ بدی کماتا ہے کسب اور اکتسب کے معنی ہیں کسی چیز کے حصول کی کوشش کرنا کمائی کرنا اس میں بتلایا ہے کہ ان باتوں کا فاعل وہ شخص خود آپ ہے اور یہ سب خارجی چیزیں ہیں۔ ان میں سے خواہ کوئی نیکی کمالے اور خواہ کوئی بدی کمالے اور یہ سب کچہہ اس کی وسعت اور قدرت کے اندر ہے ورنہ اللہ تعالے کبھی تکلیف نہ کرتا۔

اب ان باتوں کی تائید میں ایک اور آیت بہی پیش کیجاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی پیدائش میں یہی نہین کہ گنہگار نہین ہوتا بلکہ صالح ہوتا ہے اور ہر ایک قسم کی نیکیوں اور ترقیوں کی صلاحیت اسکی روح میں ہوتی ہے چنانچہ فرماتا ہے۔

(۵) فلما اثقلت دعوا الله ربهما لئن اتيتنا صالحا لنكونن من الشاكرين ٥ فلما اتاهما صالحا جعلا له شركاء فيما اتاهما پہر جب عورت حمل کیوجہ سے زیادہ بوجہل ہو جاتی ہے تو دونو (میاں بی بی) اللہ سے جو اُن دونوں کا رب ہے دعائیں مانگنے لگتے ہیں کہ اگر ہمیں صالح اولاد دے تو ہم شکرگزار ہونگے (شکر کرنے سے عربی میں مقصد ہوتا ہے کہ جو چیز جس مقصد کے لیئے پیدا کی گئی ہے اسی میں اُسے لگانا چنانچہ دین کی اور نیکی کی تعلیم دینا شکرگزاری ہی کے ماتحت ہے ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون یعنی جن اور انس کی پیدائش کا مقصد ہماری عبادت کرنا تہی) پہر جب ہم نے انکو صالح (بچہ) دیا تو اس مین جو اللہ نے انکو دیا تہا۔ اللہ کے شریک بنانے لگے یعنی دنیا کو شریک بنایا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اللہ تعالے جو بچہ عنایت فرماتا ہے وہ صالح ہوتا ہے۔ اور اس کی سرشت مین ہر قسم کی صلاحیت نیکی اور ترقی کی ہوتی ہے چنانچہ اس کی تائید حضرت رسول مقبول صلعم کی اس حدیث سے بہی ہوتی ہے كل مولود يولد على

فطرة الاسلام فابواه يهودانه او ينصرانه ۔ یعنی ہر ایک بچہ [اسلام کی فطرت پر پیدا] ہوتا ہے۔ پہر اس کے والد[ین اسے یہودی یا عیسائی] یا مجوسی یا عیسائی بناتے ہین۔ [...] ہے اسی کا مذہب اختیار کر[...] تو اسلام یعنے فطرت پر ہی ہوتی۔ [...] تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کو بلى من اسلم وجهه لله وهو محسن۔ یعنی مسلمان وہ ہے جو اپنے منہ کو اللہ کے لیئے دے اور پہر نیکی کرنیوالا ہو۔ اور خدا کو اس طرح سمجہے گویا یہ اسکو دیکہہ رہا ہے یا وہ اسے دیکہہ رہا ہے پس اسلام تو عین فطرت ہے یہ والدین کا اثر ہے جو انہین غلط راہوں پر ڈالتا ہے مگر کیا اس عذر پر انسان چہوٹ سکتا ہے کہ یہ سب میرے والدین کا قصور ہے ہرگز نہیں۔ چنانچہ فرمایا

(۶) واذ اخذ ربك من بني ادم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم الست بربكم قالوا بلى شهدنا ان تقولوا يوم القيامة انا كنا عن هذا غافلين ٥ او تقولوا انما اشرك اباؤنا من قبل وكنا ذرية من بعدهم افتهلكنا بما فعل المبطلون ٥ وكذلك نفصل الايات ولعلهم يرجعون ٥ ترجمہ - جب لیا تیرے رب نے آدم کے بیٹوں سے انکی پیٹھوں سے انکی نسلوں کو اور خود انکو گواہ ٹھہرایا اپنے نفسوں پر۔ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ انہوں نے کہا ہاں تو ہمارا رب ہے۔ ہم گواہ ہین اور یہ اس لیئے کہ تم قیامت کے دن نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے بیخبر ہے یا کہنے لگو کہ ہمارے بڑے پہلے سے شرک کرتے تھے اور ہم انکے بعد انکی اولاد ہے تو کیا ہمین ان باطل پر چلنے والوں کے کاموں کے بدلے میں ہلاک کرتا ہے۔ اور اسی طرح ہم نشانوں کو کہول کر دکہاتے ہیں۔ اور یا یہ کہ رجوع کرین مطلب یہ کہ جب تیرا رب بنی آدم کے اولاد پیدا کرتا ہے۔ تو اس کو خود اپنے نفس پر گواہ ٹھہراتا ہے کہ وہ اپنا رب آپ نہین مخلوق ہے اور دوسرے کی ربوبیت سے وہ موجودہ حالت پر پہنچا ہے۔ ہر ایک انسان اپنے نفس کے اندر غور کر سکتا ہے۔ اور سمجہہ سکتا ہے کہ وہ اپنا رب آپ نہین۔ صاحب عقل وتمیز ہونیکے بعد بہی اس کو یہ علم نہین ہوتا کہ کہانا جو اندر جاتا ہے وہ کس طرح ہضم ہوتا اور جسم کی پرورش کرتا ہے اور کس طرح روز خود اسی کے جسم مین ایک نیا جسم بنتا اور پرانا ہلاک ہوتا چلا جاتا ہے غرض اسکا ذرہ ذرہ ایک عظیم الشان ربوبیت کے نیچے زندہ اور قائم ہے اور خود انکا اس میں ذرا دخل نہیں۔ بلکہ تفصیلی علم بہی نہین۔

وہ اپنا رب آپ نہیں
ی ربوبیت کا پہرآن
ویر آپ گواہ ہے
زا سزا کے دن کوئی
، گھڑ ہیدا ہوئے ہیں
ین۔ یا باپ داووں کو
ے پایا۔ ہم بہی وہی کرنے لگے فرمایا۔ ہمنے
۔ مہری تمہارے نفس پر گواہ رکھدیا ہے۔ کہ خدا ہی
۔ وہ ایک ہے۔ پہر یہین تک نہین۔ بلکہ ہم اس کی تائید کیلیئے

اور تمہارے خدا کی طرف رجوع کرنیکے لیئے بڑے بڑے نشانات تفصیل سے دکھایا کرتے ہیں۔ نشانات سے مراد انبیاء و رسل اور وہ خوارق اور معجزات ہین جو ان کے ہاتہوں پر ظاہر ہوتے ہین۔ ان آیات میں یہ بہی صاف طور پر ظاہر ہوگیا کہ خود اللہ تعالے نے اس بات کو جائز نہین رکہا۔ کہ باپ داووں کے گناہ کیوجہ سے اولاد پکڑی جاۓ دوسرے فرمایا کہ نفس تو فطرتاً اسلام پر ہوتا ہے یعنی اپنے رب کے حضور اظہار عبودیت کرتا ہے نہ کہ سرکش اور گنہگار رہتا ہے۔ یہاں ساتہہ ہی یہ بات بہی صاف ہو گئی۔ کہ اگر آدم کو عیسائیوں کے قول کے مطابق گنہگار بہی مان لیا جاۓ تب بہی اسلام کے مطابق آدم کے گناہ سے آدم کی اولاد نہیں پکڑی جاسکتی کیونکہ باپ داووں کے گناہ سے اولاد کو پکڑنا اللہ تعالے نے جائز نہین رکہا۔ پہر قرآن مجید نے آدم کو گناہ سے بہی بری ٹھہرایا ہے۔ جنانچہ وہ بہی عرض کیا جاتا ہے۔

(۷) قرآن کریم گناہ کی سزا کے متعلق ایک جگہ آتا ہے جزاءً بما کسبت نکالاً من اللہ، واللہ عزیز حکیم، یعنی بدلہ اسکا جو ان دونوں نے کمائی کی تعزیر (مقرر کردہ) اللہ کی طرف سے اور اللہ عزیز اور حکیم ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں جن کے ماتحت انسان کو احکام ملتے ہیں اور انہی کی صفتوں کے ماتحت وہ عذاب یا تکلیف کا مورد ہوتا ہے۔ جو ان احکام کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہوتا ہے وہ دو صفتیں ہیں عزیز اور حکیم۔ عزیز کے معنے ہیں صاحب عزت اور سب پر غالب چونکہ اللہ تعالے عزیز ہے اس لیئے جو شخص عزیز کا حکم نہین مانتا۔ تو ضرور ہے کہ وہ اسے سزا دے جس طرح کوئی اگر حاکم کا حکم نہ مانے تو وہ حاکم اپنے حکم کی خلاف ورزی کیوجہ سے اُسے سزا دیگا اسی طرح عزیز صفت کا تقاضا ہے کہ اسکا حکم مانا جاۓ کیونکہ وہ صاحب عزت و غلبہ ہے اسکا حکم نہ ماننے سے اس کی اس صفت کی توہین ہے اسلئے اسکی

ناراضگی اور خفگی اور سزا وار ہو گی۔ اب دوسری صفت ہے حکیم حکیم کے معنے ہیں حکمت والا حکیم جو بات کہتا ہے۔ اس میں حکمت ہوتی ہے اور اگر کوئی اُس کے خلاف کرے تو تکلیف ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی طبیب اگر کسی کو کہے کہ سنکہیا نہ کہانا ہلاک ہو جاؤگے اگر کوئی شخص کہالے تو وہ ہلاک ہوجائیگا۔ اب اس شخص کے سنکہیا کہالینے سے طبیب کا کوئی حرج نہین ہوا اور نہ طبیب نے کوئی سزا دی مگر اس کی بات نہ ماننے کا نتیجہ خود اپنی ذات ہی میں ہلاکت رکہتا تہا۔ اس حالت میں طبیب ناراض نہیں۔ بلکہ متاسف ہوگا اور غالباً ہمدردی کریگا۔ اسی طرح خدا کی حکیم صفت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ جب کوئی اسکا کہنا نہ مانے تو وہ اس ممنوع فعل کے کرنے ہی میں نقصان اٹہاوے۔ اس صفت کے ماتحت اس فعل کے کرنے پر خدا کی طرف سے سزا نہیں ملتی بلکہ خود اس فعل کا نتیجہ ہی تکلیف ہوتا ہے یہ بہی یاد رکہنا چاہئیے کہ عزیز صفت کے ماتحت سزا دینے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ حکم کی خلاف ورزی اراداً کی گئی ہو۔ اس میں ارادہ ضروری ہے اگر سہواً یا بلا ارادہ حکم کی خلاف ورزی ہوجاۓ۔ تو وہ قابل مواخذہ نہین ہوتا۔ مگر حکیم صفت کے ماتحت یہ ضروری نہین کہ اس فعل مین ارادہ بہی ہو۔ بلکہ اگر وہ بلا ارادہ ہی کوئی فعل حکیم کے کہنے کے خلاف کر بیٹھیگا۔ تو تکلیف اٹہائیگا مثلاً دہوکہ سے اگر کوئی سنکہیا کہا جاۓ تو وہ ہلاک ہوجائیگا۔ ایک اور بات بہی یاد رکہنا چاہئیے۔ کہ گناہ کے ارتکاب میں ارادہ کا شامل ہونا ضروری ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ فرض کرو کہ ایک شخص نے شراب پی۔ اب اللہ تعالیٰ کی عزیز و حکیم صفات کے ماتحت شراب ممنوع تہی تو اس شخص پر ایک تو حکیم صفت کے ماتحت خود شراب کا زہریلا اثر پڑیگا۔ دوسرے عزیز صفت کے ماتحت خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی سزا بہی دیجائیگی۔ اور خدا ناراض ہوگا۔ یہاں دونوں صفات کے ماتحت وہ گرفتار عذاب ہوا اور اس طرح بالارادہ شراب پینے کا نام گناہ ہوا۔ اب اگر کوئی شخص کسی انگریزی شربت کے دہوکہ میں شراب پی جاۓ تو اب اسکا نام گناہ نہ ہوگا کیونکہ ارادہ نہ تہا۔ دوسرے اسے عزیز صفت کے ماتحت سزا نہ ملیگی اور خدا ناراض نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے اراداً یہ فعل نہین کیا جس میں حکم کی خلاف ورزی تہی مگر حکیم صفت کے ماتحت تکلیف اٹہانی پڑیگی۔ کیونکہ شراب سے روکنے مین جو حکمت تہی۔ اس کے خلاف فعل سرزد ہوجانیسے شراب کے زہریلے اثر سے وہ ضرور متاثر ہوگا۔

غرض اسی طرح اللہ تعالے کے ہر ایک حکم میں دونوں صفتیں عزیز اور حکیم کی کام کرتی ہیں۔ اور جب کوئی اراداً حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے یعنی دوسرے لفظوں میں گناہ کرتا ہے تو دونوں صفتوں کے ماتحت سزا ملتی ہے۔ اور خدا اس سے ناراض ہوتا ہے مگر جب سہواً بلا ارادہ حکم کی خلاف ورزی ہوجاتی ہے تو اس مین عزیز صفت کی طرف سے سزا نہیں ملتی اور اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوتا۔ مگر حکیم صفت کے ماتحت وہ اس فعل کے بُرے نتیجہ میں ضرور گرفتار ہوجاتا ہے جسکی وجہ سے وہ فعل منع کیا گیا تہا۔ تاہم یہ گناہ نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر ثابت ہوچکا۔ اب حضرت آدم کا معاملہ لو۔ انکو اللہ نے فرمایا تہا کہ لا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظٰلمین تم دونوں اس درخت کے نزدیک نہ جانا۔ ورنہ نقصان اٹہانیوالوں میں سے ہوجاؤگے یہاں اس حکم کی حکمت بہی بتلادی تہی۔ کہ اسکا پہل کہانیمیں تمہیں نقصان ہوگا۔ اس حکم کی آدم سے خلاف ورزی ہوئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فعصیٰ اٰدم ربّہ فغویٰ پس خلاف ورزی کی آدم نے اپنے رب کے حکم کی پس وہ تکلیف میں پڑ گیا۔ یہاں یہ معلوم ہوا کہ آدم سے حکم کی خلاف ورزی ہوئی۔ ابہی یہ نہیں معلوم کہ اراداً ہوئی یا بلا ارادہ مگر حکیم صفت کے ماتحت وہ تکلیف میں پڑ گیا کیونکہ حکیم صفت نے پہلے ہی بتلادیا تہا کہ خود اس فعل کا نتیجہ انکا اپنا نقصان ہے اب اللہ تعالیٰ حضرت آدم کی نسبت اسی معاملہ کے متعلق فرماتا ہے فنسی ولم نجد لہ عزماً پس وہ بہول گیا اور ہم نے اس میں ارادہ نہیں پایا۔ اب معاملہ بالکل صاف ہوگیا کہ یہ خلاف ورزی حکم کی بہولے سے ہوئی ارادہ سے نہین ہوئی لہذا یہ گناہ بہی نہوا اور عزیز صفت کے ماتحت خدا کی طرف سے اسکی سزا بہی کوئی نہین اور ناراضگی بہی نہیں کیونکہ ارادہ شامل نہین۔ بلکہ جب حضرت آدم و حوا نے دعا کی کہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنا نقصان کرلیا اور اگر تونے اسکے بد نتیجہ سے ہماری حفاظت نہ کی اور ہم پر رحم نہ کیا۔ تو ہم ٹوٹا پانیوالوں میں سے ہو جاوینگے تو اس تکلیف سے نجات کی راہ بتلائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین۔ ہم نے کہا کہ یہاں سے (دوسری جگہ) چلے جاؤ۔ تم ایکدوسرے کے دشمن (یعنی تم شیطان کے دشمن اور شیطان تمہارا دشمن ہے) اسلیئے ہوشیار رہنا اور شیطان کے دہوکہ مین پہر نہ آنا) اور تمہارے لیئے اس زمین مین (یعنی اس ملک میں جہاں تم رہتے ہو) رہنے کی جگہ اور زندگی کے ساز و سامان ہیں موت کے وقت تک۔ غرض اس طرح انکو نجات کی راہ بتلائی اور بلکہ انکی

امشاج

ع۵

حضرات! آپ صاحبوں نے امشاج ع۴ تک کے ملاحظہ سے اتنا تو ضرور یقین کر لیا ہو گا۔ کہ قائلین قدرت کے آگے ماہرین نیچر کے پاس آج تک کوئی نیچر کی فہرست ایسی نہیں ہے۔ جس کی رو سے وہ قائلین قدرت پر کوئی حجت قائم کر سکیں بلکہ نیچر پرست قائلین قدرت کے سامنے ہنوز اپنی ساری فہرست ہونے کے سبب سے خود مسکت و ملزم ہوکر شرمندہ ہیں۔ کیوں کہ وہ روزانہ دیکھتے ہیں کہ سائنس و حکمت کے اُصولات حرکات فلکی کے چکر میں تبدیل ہوکر ہر زمانہ میں عجوبہ نمائیاں دکھلاتے ہیں۔ اسی وجہ سے طفلان سائنس کے قواعد و ضوابط ہمیشہ متروک الفال اور مختلف المال ہوا کرتے ہیں۔

سبب اس کا یہ ہے کہ سائنس کی نظر اکثر اُمور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور پر ہوا کرتی ہے۔ اور وہ اونہیں باتوں کو جو کہ کثیر الوقوع اور متواتر الظہور ہیں۔ نیچر یا قانون قدرت مانے ہوئے ہیں۔ لیکن عقلمندوں اور خداشناسوں کے نزدیک یہ اون کا فرزانہ خیال ہے کہ امور نادر الوقوع کو بمقابل کثیر الوقوع کے نہات مشتبہ بلکہ باطل و افسانہ تسلیم کئے ہوئے ہیں۔ فرزندان نیچر آنکھیں کھولیں اور اپنے بزرگوں کو دیکھیں کہ خود افلاطون اور ارسطو کو بہت سے تجربوں کے بعد نادر الوقوع کے انکار سے جبراً قدرت کا اقرار کرنا پڑا۔ اور ان کو بالاتفاق اس امر کو ماننا پڑا۔ کہ حادث چیزوں کی مبادی آسمانوں کی حرکتیں اور ان کی مختلف گردشیں ہیں۔ اسی جہت سے علوی و سفلی چیزوں کے حکم اور حال مختلف اور نرالے ہوا کرتے ہیں لیکن حال کے سائنس کا یہ حال ہے کہ وہ ان بزرگوں کے بھی مخالف ہوکر نادر الوقوع اور وجود خارجی کا قطعی منکر و دشمن ہو گیا اور وہ اپنے مذہب کے موافق انہیں چیزوں کو مانتا ہے۔ جو اس کو حواس خمسہ سے محسوس ہوں اور جو اس احساس سے خارج ہو وہ اون کے تسلیم کرنے سے عاجز و حیران ہے۔ چنانچہ جب ہم طفلان سائنس کے اس اُصول مجربہ کو ٹھہرا کر روشنی کی حقیقت دریافت کرتے ہیں۔ تو اون کو اپنے مذہب سے گریز کر کے ایک وجود مادی کو خواہی نخواہی ماننا پڑتا ہے جس کا نام وہ ایتھر بتاتے ہیں اب میں پوچھتا ہوں کہ اس مادہ اثریہ (ایتھر) کو آپ نے خلاف اصول کیوں کر تسلیم کر لیا۔ جبکہ نہ وہ آنکھ سے دکھائی دیتا ہے نہ ہاتھ سے چھوا جاتا ہے۔ گویا مائیکرسکوپ اور اصطلاب دونوں اس کے مشاہدہ اور معاینہ سے عاجز و قاصر ہیں۔ تو اس سوال کا جواب بجز ہٹ دھرمی کے اور کوئی تیز تر نظر نہیں آتا۔

اسی طرح اون کے اصول کے موافق ہم دریافت کرتے ہیں کہ موت و حیات کیا چیز ہے تم اس کے وجود کے کیوں قائل ہو۔ کیوں کہ اس کا وجود کبھی تو حس مشترک سے محسوس نہیں ہوتا اسی طرح بہ قاعدۂ سائنس حال جب کہ تشکیک پر تمام چیزیں واثروں مرتسم ہوتی ہیں تو اس کا کیا جواب ہے کہ عقل اون کو سیدھا کیوں دکھتی ہے۔ صاحبان دیکھا آپ نے کہ سائنس کی عقل کیسی کوتاہ اور طفلانہ ثابت ہوئی۔ جبھی تو عقلاء علماء کے نزدیک اوس کی رائے پر بھروسہ کرنا بے وقوفی میں داخل ہے۔

اب ہم پھر اپنے مدعا پر واپس آکر پاسخ گداز ہیں کہ یہ بڑی نادانی کی بات ہے کہ جو یہ وہم کیا جاوے کہ مرد و عورت دونوں کا نطفہ خاصیت میں مختلف المزاج ہے پس کیوں کر ہو سکتا ہے کہ کسی ایک نطفہ سے تخلیق جنین ہو سکے تو جواب اس کا بہت صاف ہے یعنے یہ کہ جب یوں تسلیم کر لیا گیا کہ باپ کا نطفہ رحم میں بجز تاثیر امتزاج کے اور کسی کام کا نہیں ہوتا اور اس سے مولود کے جسم کا کوئی حصہ نہیں بنتا تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک صرف ایک ہی نطفہ میں تاثیر اعتدال کا پیدا کرنا کوئی امر محال نہیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہوا کا پانی اور پانی کی ہوا بن جاتی ہے اب غور فرمائیے کہ ہوا جس کا مزاج گرم تر ہے پانی کیوں کر بن گیا جس کا مزاج سرد تر ہے پھر جس طرح خاصیت میں تبادلہ ہو گیا اسی طرح تو ان میں مناصمہ ہو گیا پھر پانی سے مٹی اور مٹی سے پانی کیوں کر بن جاتا ہے جیسا کہ ارباب کیمیا اجزائے عرلینہ کو چند ادویہ کے ساتھ مخلوط کر کے پانی بنا لیتے ہیں پس اس حیرت افزا امر پر بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ پانی بنا لیتے ہیں پس اس حیرت افزا امر پر بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ پانی سے مٹی جس کا مزاج سرد خشک ہو کیوں کر بن گئی۔ صاحبو! جب تم اس مذکور الذکر کے حقیقی طور پر قائل ہو تو ابن مریم کی پیدائش میں تم کو کیوں استعجاب ہے۔ قرآن کریم نے صاف بیان فرما دیا کہ ہم نے تمام اشیاء موجودہ کو صرف پانی سے پیدا کیا ہے جس کا ایک حکیم بلیطس کو بھی اقبال ہے کہ تمام شے پانی سے بن سکتی ہیں جب یہی بات ہے۔ تو اب کسی کو ابن مریم کی پیدائش پر مجال انکار نہیں ہو سکتا پس طفلان سائنس کو خیال کرنا چاہیئے کہ نفوس بسبب اختلاف جواہر کے مختلف ہیں اور بعض اون سے نورانی ہیں کہ اونکو عالم ارواح سے اطلاع ہوتی ہے اور بہ سبب فیض عالم ارواح کی امور عجیبہ کا استفادہ کرنے میں جیسا کہ آنے والے مسیح موعود علیہ السلام سے ظہور پذیر ہوئی اور بعض اون سے کہ دا در مبتلائے شہوات جسمانی ہوتے ہیں اون کو عالم قدس کی کچھ خبر نہیں ہوتی جیسا کہ دجال لیکھرام ہوا چنانچہ جب وہ زندہ تھا تو مسیح موعود کی روحانی بارش سے نہایت مستعجل ہو کر اپنی بدزبانی کی خرگاہ میں بھیانک صدائیں سنایا کرتا تھا اور وہ نہیں جانتا کہ انبیاء علیہم السلام پیشوائے خلق ہوا کرتے ہیں اور ان کو طرح طرح کے فضائل عنایت ہوتے ہیں تا خلق ان کی اقتدار کرے اور انکو معجزات بھی عطا ہوئے ہیں جس سے تمام خلق بھی انکی اطاعت کرے اہل سائنس ملاحظہ فرماویں کہ ان کے نزدیک یقیناً سنکھیا کا کام سنکھیا دکار گئے اور مہنت جی ویسے ہی ہنستے کھیلتے رہے تیغ بُرّان محمدؐ قتل ہو جاو تسلیم کر لیتی ہرگز نہیں ہرگز نہ کر سکتی ہے ہرگز ہرگز نہیں پر محالات پر نئی نئی قدرتیں دیکھتے ہیں دونوں پیدا کر دینا اس قادر اکبر کے نزدیک بعید اور محال نہیں۔ بغیر باپ کے تخلیق اولاد کے وقوعات ہر مذہب زمانہ میں ہوتے رہے خود یونانی جو اپنے آپ کو ابن العقل جانتے تھے افلاطون کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کے قائل رہے اور انہوں نے اس کو بعینہ حضرت مسیح کی طرح پیدا ہوتے اور بڑھتے دیکھا پھر کیوں مرتبہ فرقہ جو زردشت سے فلاسفر کا مطیع تھا وہ بھی اس بات کا عینی شاہد ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہونا اُمور تعجبات سے نہیں ہے جیسا کہ وہ ریاش اور مشیر اور نیانہ وغیرہ کی پیدائش کو بغیر مرد کے صرف کیومرث کی خون عدت سے پیدا ہونا مانتے ہیں۔ نادری بہت سے مؤرخوں نے بہت سے مولود کا بغیر باپ کے پیدا ہونا لکھا ہے چنانچہ اشعوبی کے تین بیٹے بغیر صحبت مرد کے پیدا ہوئے اسی طرح مسٹر کاکرن صاحب اپنی کتاب تواریخ چین میں لکھتے ہیں کہ ولادت مسیح سے تخمیناً چھ سو برس آگے ایک عورت شعاع آفتاب سے حاملہ ہوئی اور سفید بالوں والا لڑکا جنی جس کا نام حکیم لاوزی تھا اہل چین اسکی آج تک اس عجوبہ پیدائش کی وجہ سے عیسائیوں کی مانند پرستش کرتے ہیں۔ اسی طرح بتیوائل ارامی جو لائن ارامی کی بہن تھی لڑکا ہوا وہ قدرت کاملہ ہی کی تو حکمت تھی۔ ورنہ کیا سائنس کے اصول سے اس کے لڑکا ہو سکتا تھا پھر یوحنا مسیح کے حواری کو ہی ملاحظہ کیجئے کہ وہ خلاف نیچر پیدا ہوا کیونکہ نہ اوس کے باپ کے نطفہ میں کیڑے تھے اور نہ ماں کے نطفہ میں بیضے تھے پھر یہ حضرت کیونکر ہو پڑے سوا معجزۂ قدرت کے اور کیا کہا جا سکتا ہے چنانچہ آریوں میں وید کے اون کے گمان میں عمر رسیدہ ہے وہ سورج بنسیوں اور چندر بنسیوں کو پیدا ہونا بتاتا ہے۔ رگوید میں لکھا ہے کہ ایک دہرم آتمارشی کی بیٹی فقط اندر کی دیوتا کی توجہ ہی سے حاملہ ہو گئی۔ ایسا ہی بہت سے مقاموں میں لکھا ہے کہ سورج اور چندرماں سے بھلے مانس لڑکیوں کی پاکدامن کنواری کنیاؤں کو حمل ہو تا رہا اب ان تمام اخبار دونکو یک قلم مردود اور باطل خیال کر کے انکو پایۂ اعتبار ساقط کر دینا عقلمندوں اور حکیموں کا فعل نہیں یہ پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ان تمام مذاہب کی شہادتوں پر پانی پھیر دیا جائے اور اپنی رائے حال کو پیش کیا جاوے مگر عاقلوں کے نزدیک یہ واقعات نادر الوقوع ہونے کے باعث رد و باطل نہیں ہو سکتے۔ بھائیو! میری نظر سے کسی کتاب میں گذرا ہے کہ کوئی فلاسفر خوردبین سے پانی کی ایک بوند دیکھ رہا تھا اس نے تیس سے زیادہ اس بوند میں جانداز بشکل شمار کئے باقی کو احاطہ قیاس نہ کر سکا۔ پھر دوستو! خیال کرو کہ زمین کے گرداگرد

لمان پر قل للمؤمنین
کر یہ فرض ٹھہرانا
واپنے قابو میں رکھے
اجاتا ہے۔ جو کچھ
لرکسی عورت پر کبھی
میل کرنے والے زمان
جاتے تھے۔ بیت المقدس کے حال میں لکھا
عمر فاروق جب فتح بیت المقدس کے بعد حضرت
سلیمان علیہ السلام کی مسجد کی بنیاد دیکھنے پر مسجد کی بنیاد رکھنے
گئے (کیونکہ اس جگہ اس وقت سنڈاس کا ڈھیر لگا ہوا
تھا) تو دوکانداروں نے جو روما سلطنت کی وجہ سے
بکثرت دوکانوں پر جلوہ آرا ہوتی تھیں۔ نئے فاتح اور اس کی
فوج کے لئے اپنی دوکانوں کو خوب آراستہ کیا۔ اور اپنا بناؤ
سنگار۔ نکھار بھی بہت تکلف سے کیا۔

امیر المؤمنین کے ساتھ ہزاروں مجاہدین شہر میں گھس
آئے تھے۔ لیکن جب اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ تو ان
میں سے سینکڑوں ایسے تھے جو نہ بتلا سکتے تھے کہ شہر اینٹ کا
بنا ہوا ہے یا پتھر کا۔ (وطن)

پنجاب کی آبادی

اہل اسلام کی تعداد ایک کروڑ ۲۲½ لاکھ۔ علی طور پر جوں کی توں رہی ہے۔ اور اب وہ آبادی کا
نصف حصہ سے زیادہ ہیں۔ ہندوؤں کی تعداد ۵ الاکھ کی تخفیف
کے بعد ساڑھے ۷۸ لاکھ رہ گئی ہے اور سکھوں کی تعداد بقدر
½۷ لاکھ کے بڑھ کر تیس لاکھ کے قریب پہونچگئی ہے عیسائیوں
کی تعداد سب سے زیادہ بڑھی ہے۔ اور بمقابلہ دس سال گذشتہ
کے اب تگنی یعنے ۳ لاکھ پائی جاتی ہے۔

ایک مولوی نے مسلمان کو عیسائی بنادیا

ایک صاحب پنجہ سے اپنی سرگذشت لکھتے ہیں۔ کہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے جب میں نے سنا کہ مردے زندہ کرنا حضرت عیسیٰ سے خاص
ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قرآن
مجید سے ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے کوئی مردہ زندہ کیا
ہو اور ساتھ یہ بھی سنا۔ کہ آپ اب تک زندہ آسمان پر موجود
ہیں۔ اور ادھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پاچکے
ہیں اور ایک عیسائی سے مباحثہ میں شکست کھائی تو میں عیسائی
ہوگیا۔

ایک گنوار نے مسلمان بنادیا

پھر میں ہسپتال میں کمپونڈر تھا ایک چوہڑی بیمار آیا۔ اس نے
میرا حال پوچھا۔ میں نے بتایا جب اس پر یہ کھلا کہ میں ان
وجوہات سے مرتد ہوچکا ہوں۔ تو اسے جوش آیا اور اس نے مجھے
سمجھایا۔ کہ عیسے علیہ السلام تو وفات پاچکے ہیں۔ اور کوئی مردہ
دوبارہ دنیا میں نہیں آتا۔ ہاں روحانی مردے سب سے بڑھ کر
نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندہ کئے۔ تو مجھے ہوش آیا
اور میں احمدی ہوگیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

ہم اور بھاگلپور

مونگھیر کی کارروائیوں کے بعد ان مولویوں نے بھاگلپور آکر بہت
ہی شور مچایا۔ اور ہمارے اور ہمارے امام پر بے جا اتہامات
وجھوٹے الزامات لگاکر ہمارے خلاف عوام کو ابھارنے
میں ناخنوں تک زور لگایا۔ لیکن ان کو اس کی خبر ہی نہ تھی کہ
سلیم طبیعتیں بھی دنیا میں موجود ہیں۔ یہاں ہمارے تین جلسے
جناب اختر علی صاحب احمدی کورٹ انسپکٹر کے مکان پر ہوئے
جنمیں ہمارے علمار کرام نے ان الزامات کا پورا پورا ازالہ
کیا۔ جو ہم پر لگائے گئے تھے۔ عوام کو اگرچہ ہمارے جلسوں
کی شرکت سے روکا گیا لیکن جب بھی لوگ شریک ہوئے اور
جنھوں نے شرکت کی۔ ان پر خوب منکشف ہوگیا کہ مولوی
صاحبان ناحق احمدیوں کے خلاف عوام کو ابھارتے
ہیں اور صریح دجل سے کام لے رہے ہیں۔ ابھی تک یہ حالت
ہے کہ مخالفین ہمیں گالیاں دیتے ہوئے آتے ہیں اور جب
انپر حق ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو بالکل ٹھنڈے ہو جاتے ہیں
بلکہ بعض تو ان مولویوں کی شان میں برا بھلا کہنے لگتے ہیں
خدا کی ذات سے امید ہے کہ بہت جلد ان مولویوں کا اثر
عوام پر سے جاتا رہے گا۔ بھاگلپور کی مفصل کیفیت عنقریب
ایک رسالہ کی صورت میں شائع کی جائے گی۔ ہمارے جناب
حافظ سید مختار احمد صاحب از بھاگلپور۔ محمد ظہیرالدین صاحب
شاہجہانپوری ابھی تک یہاں ہی موجود ہیں۔ چونکہ سارا فتنہ
دیوبندیوں کا برپا کیا ہوا ہے۔ اس لئے حافظ صاحب موصوف
ان کا طلسم توڑنے میں مصروف ہیں۔

اقیموا الصلوٰۃ

مولا کریم اپنے فضل عظیم سے بہرہ ور فرمائے ہمارے برادر
شیخ عبدالرحیم صاحب کو۔ جنھوں نے یہ چالیس صفحے کا رسالہ
لکھ کر مسلمانوں پر احسان اور اپنے لئے توشۂ آخرت مہیا کیا ہے
آپنے اس میں اقامت الصلوٰۃ کے متعلق اکیس باتوں کیطرف
توجہ دلائی ہے اور نہایت دلاویز طریق سے احادیث صحیحہ
وآیات قرآنیہ سے استنباط کرکے وہ آداب صلوٰۃ بتائے ہیں
جن سے مومن اپنی نماز کو جسمانی و روحانی طور پر قائم کرسکتا
ہے۔

التذکرۃ آپ کی تصنیف اس سے پہلے مقبولیت عام
کا سرٹیفکیٹ حاصل کرچکی ہے۔ اب یہ اقیموا الصلوٰۃ اور اس کے
بعد غالباً آتوا الزکوٰۃ اپنی شان میں بے نظیر رسالے ہونگے
رسالہ کے متعلق یہ شکایت مجھے ضرور ہے کہ عبارت مشکل ہے
جس سے مصنف علیہ الرحمۃ کے تبحر علمی کا ثبوت ملتا ہے اور
میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ اسالیب مشکلہ وتراکیب معضلہ بغیر کسی
تصنع کے عربی لٹریچر کے روزافزوں مطالعہ کا نتیجہ ہیں۔ جن کا
ایک نومسلم کے قلم جواہر رقم سے نکلنا موجب سرور و مستوجب
حیرت ہے۔ مصنف نے اس بات کو خود بھی محسوس کیا ہے۔ اور
اکثر جگہ ایسے مشکل الفاظ کے معنے لکھ دئے ہیں ہمارے احمدی
برادران طریقت یہ رسالہ منگوا کر اپنے بچوں کو سبقاً سبقاً پڑھائیں
لکھائی سکرری کتب کی طرز پر۔ کاغذ چکنا۔ چھپوائی ہر سہ
سزاوار ستائش ولائق داد۔ اور مضمون فصاحت مشحون قابل
صاد۔ بارک اللہ فیہ رب العباد۔ قیمت صرف ایک آنہ (۱)
ملنے کا پتہ۔ شیخ عبدالرحمان تاجر کتب قادیان

تین پنجابی منظوم رسالے

(۱) عمدۃ الخطاب فی فضائل الاصحاب حجم ۶۰ صفحے (۲) باغ بہار۔
سیدعمر خطاب رضہ کے بارے میں۔
(۳) جنگ حضرت عمر فاروق با ثانی بادشاہ ترک۔ مولوی محمد
نجم الدین صاحب قریشی ساکن شادی وال ضلع گوجرات نے یہ
رسالے رد شیعہ میں بڑی محنت سے نظم کئے ہیں۔ پانچ آنے
سے اسی پتہ پر مل سکتے ہیں۔

مبارک باشد

لطیفۃ النساء دختر مولوی امام علی خان صاحب پٹیالہ کا نکاح میاں علی احمد صاحب ولد
میاں نیاز احمد صاحب رئیس شرق پور رجادلی ضلع انبالہ ایکہزار
مہر پر قادیان میں حضرت امیرالمؤمنین نے پڑھا۔ اللہ تعالےٰ اس
جوڑے کو مبارک کرے۔

استدعار دعا

مفصلہ ذیل احباب دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ (۱) میاں محمد رمضان احمدی
ساکن محمود پور (پٹیالہ) (۲) عبدالمجید خان کلرک محاسب (۳)
الہٰ داد خان صاحب سابق ڈسٹرکٹ فارسٹر از جھنگ (۴)
فاطمہ بی بی اہلیہ چودہری شہاب الدین کٹھالیان۔

جنازہ غائب

احباب پڑھ دیں۔ (۱) شہاب الدین ابن سید نظام الدین آصف نگر حیدرآباد
دکن۔ (۲) غلام قادر کٹھالیان برادر ایوب خان (۳)
احمدالدین درزی۔ کوٹرہ (گوجرات)